ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور پاکستان

15 15

لمحہ آزادی

ہُوا یہ کاوشِ اہلِ نظر سے اندازہ
کریں گے اہلِ جنوں عظمتِ سلف تازہ
چلی تھی آج کے دِن ہی ہوائے آزادی
کُھلا تھا آج کے دن ہی قفس کا دروازہ

بشیر فاروق

بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول
مولانا عُبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر اعلیٰ
مُجاھد الحسینی

یکم جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ
۱۵ اگست ۱۹۶۹ء

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

ہدیہ
۲۵ پیسے

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رح

کی

(ایک یادگار تقریر)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰی

صدر محترم، برادران اسلام اور معزز خواتین میری معروضات کا عنوان "استحکام پاکستان" ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ۱۵ر اگست ۱۹۴۷ء کی رات کے بارہ بجے ایک انقلاب آیا۔ یعنی ہندوستان کے دو حصوں میں تقسیم ہو جانے کا اعلان کیا گیا۔ ایک حصہ پاکستان کے نام سے موسوم ہوا۔ اور دوسرے کو انڈین یونین کے نام سے تعبیر کیا گیا انقلاب کے بعد خطۂ پاکستان کی زمام حکومت مسلمانوں کی زبردست سیاسی جماعت یعنی مسلم لیگ کے ہاتھ میں دے دی گئی۔

مسلمانان پاکستان پر اللہ تعالےٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ایک حصۂ ملک پر انہیں قابض کر دیا تاکہ وہ اپنی خواہش کے مطابق اس ملک کے نظم ونسق کو اسلامی سانچے میں ڈھال سکیں اب مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس خداداد نعمت کا شکریہ ادا کریں۔ اور اسے اپنی پوری قوت صرف کرکے صحیح معنوں میں پاکستان بنائیں۔

قرارداد مقاصد کی تائید

وزیر اعظم پاکستان ڈاکٹر لیاقت علی خاں نے جو قرار داد ۷ مارچ ۱۹۴۹ء کو پاکستان دستور ساز اسمبلی میں پیش کی اور اپنی مفصل تقریر میں جو وضاحت فرمائی۔ وہ در اصل میرے دل کی آواز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں پورے طور پر اس کا مؤید ہوں۔ اور میری معروضات کا عنوان "استحکام پاکستان" بھی اسی قرارداد کی تائید ہے۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ میں اپنے الفاظ میں اور کتاب و سنت کی روشنی میں اس چیز کو علیحدہ سانچے میں ڈھالنا چاہتا ہوں۔ اسی معنوی اتحاد کی بنا پر میں پہلے وزیر اعظم پاکستان کی قرار داد نقل کرتا ہوں۔ اس کے بعد وزیر اعظم پاکستان کی قرار داد نقل کرتا ہوں۔ اس کے بعد وزیر اعظم پاکستان کی تقریر کے چند اقتباسات عرض کروں گا۔ پھر اپنی معروضات پیش کردوں گا۔

وزیر اعظم پاکستان کی قرارداد

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

چونکہ اللہ تبارک وتعالےٰ ہی کل کائنات کا بلا شرکت غیرے حاکم مطلق ہے اور اس نے جمہور کی وساطت سے مملکت پاکستان کو اختیار حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لئے عطا فرمایا ہے اور چونکہ یہ اختیار حکمرانی ایک مقدس امانت ہے لہٰذا جمہور پاکستان کی نمائندہ یہ مجلس دستور ساز فیصلہ کرتی ہے کہ آزاد خود مختار مملکت پاکستان کے لئے ایک دستور مرتب کیا جائے۔

جس کی رُو سے مملکت جملہ حقوق و اختیارات حکمرانی جمہور کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعہ سے استعمال کرے۔

جس میں اصول جمہوریت و حریت و مساوات و رواداری اور عدل عمرانی کو جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے۔ پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے

جس کی رُو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے۔ کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن اور سنت رسول میں متعین ہیں ترتیب دے سکیں۔

جس کی رُو سے اس امر کا وافی انتظام کیا جائے کہ اقلیتیں آزادی کے ساتھ اپنے مذہب پر عقیدہ رکھ سکیں اور اس پر عمل کر سکیں اور اپنی ثقافت کو ترقی دے سکیں۔

جس کی رُو سے وہ علاقے جو فی الحال پاکستان میں داخل ہیں یا شامل ہو گئے ہیں اور ایسے دیگر علاقے جو آئندہ پاکستان میں داخل اور شامل ہو جائیں ایک وفاقیہ بنائیں جس کے ارکان مقرر کردہ حدود اربعہ و متعینہ اختیارات کے ماتحت خود مختار ہوں

جس کی رُو سے بنیادی حقوق کی ضمانت کی جائے اور ان حقوق میں قانون اور اخلاق عامہ کے ماتحت مساوات حیثیت و مواقع قانون کی نظر میں برابری۔ عمرانی۔ اقتصادی اور سیاسی عدل، خیال، اظہار، عقیدہ، دین، عبادات اور ارتباط کی آزادی شامل ہو۔

جس کی رو سے اقلیتوں اور پس افتادہ و پست طبقوں کے جائز حقوق کے تحفظ کا وافی انتظام کیا جائے۔

جس کی رو سے نظام عدل کی آزادی کامل طور پر محفوظ ہو۔

جس کی رو سے وفاقیہ کے علاقوں کی سالمیت اس کی آزادی اور اس کے جملہ حقوق کا جن میں اس کے بحر و بر اور فضا پر سیادت کے حقوق شامل ہیں۔ تحفظ کیا جائے۔

تاکہ اہل پاکستان فلاح و خوش حالی کی زندگی بسر کر سکیں۔ اقوام عالم کی صف میں اپنا جائز اور ممتاز مقام حاصل کر سکیں اور امن عالم کے قیام اور بنی نوع انسان کی ترقی وبہبود میں کما حقہ اضافہ کر سکیں۔

وزیر اعظم ڈاکٹر لیاقت علی خاں صاحب کی تقریر کے اقتباسات

۱۔ "دستور میں ان اصولوں کو ان کی اس تشریح کے مطابق ملحوظ رکھا جائے گا۔ جو اسلام نے کی ہے"

۲۔ کیونکہ اسلام نے دنیا کو جن عظیم الشان نعمتوں سے مالا مال کیا ہے۔ ان میں سے ایک عام انسانوں کی مساوات بھی ہے۔ اسلام نسل، رنگ اور نسب کے امتیازات کو تسلیم نہیں کرتا۔ انحطاط کے دور میں اسلامی معاشرہ ان تعصبات سے نمایاں طور پر پاک تھا جنہوں نے دنیا کے دوسرے حصوں میں انسانوں کے باہمی تعلقات کو زہر آلود کر دیا تھا"

۳۔ "قرار داد کی اگلی دفعہ میں درج ہے کہ مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر

(باقی ص ۸ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

یکم جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ
۱۵ راگست ۱۹۶۹ء

جلد ۱۵
شمارہ ۱۵

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

مدیر مسئول:
مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ:
مجاہد الحسینی

منزلِ مراد کہاں ہے؟

آزادی کا ۲۳ واں سال بھی شروع ہوگیا

قیامِ پاکستان کو ۲۲ سال گذر گئے اور ۲۳ واں برس شروع ہو رہا ہے۔ اس طویل عرصہ میں ہم نے منزلِ مراد کو پا لیا ہے یا نہیں؟ اور حصولِ مقصد کی کتنی منزلیں ابھی طے کرنا باقی ہیں؟

ان سوالوں کا جواب درحقیقت ان افراد اور جماعتوں کے ذمّہ ہے جو تحریکِ پاکستان کے علمبردار اور بلاشرکتِ غیرے اس ملک کی عنانِ اقتدار پر قابض رہے ہیں۔

ان لوگوں نے قیامِ پاکستان سے پہلے ملّتِ اسلامیہ کو یہ نعرہ دیا تھا کہ وہ ایک ایسا خطّۂ زمین چاہتے ہیں جس میں صرف مسلمانوں ہی کا نہیں بلکہ اسلام کا بول بالا ہوگا۔ اور صحیح معنیٰ میں اسلامی حکومت قائم کر کے تہذیب و تمدّن، مذہب و سیاست اور اقتصاد و معاشیات غرضیکہ زندگی کے ہر میدان میں اسلامی انقلابات برپا کئے جائیں گے اور اس طرح ملّتِ اسلامیہ کی سرفرازی و سربلندی ہوگی۔ اور مسلمان من حیث القوم دیگر اقوام کے مقابلہ میں اعلیٰ و ارفع مقام حاصل کر سکیں گے — لیکن ؎

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

پاکستان کے صدرِ مملکت جناب آغا محمد یحییٰ نے اپنی نشری تقریروں میں کئی بار اعلان کیا ہے کہ پاکستان میں "اسلام" اور ملکی سالمیت کے خلاف کوئی سرگرمی برداشت نہیں کی جائے گی اور ملک کی تمام جماعتوں کو ایسے آئین پر متفق ہوجانا چاہیئے جو پوری قوم کے لئے قابلِ قبول اور عصرِ حاضر میں قابلِ عمل ہو۔ اگر سیاست دان اور قومی رہنما اس معاملہ میں اچھے کردار کا مظاہرہ نہ کر سکے تو پھر اس مسئلہ کی بابت مجھے قوم سے براہِ راست رابطہ قائم کرنا پڑے گا۔ ملک کے سیاستدانوں اور قومی رہنماؤں کے کردار و عمل اور ان کے قول و فعل کا تضاد دیکھ کر ہم یہ حتمی اور قطعی رائے قائم کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ قوم کو ان لوگوں پر قطعاً کوئی اعتماد باقی نہیں رہا ہے۔ ان لوگوں نے قوم کی امنگوں اور آرزوؤں کا خون کیا ہے اور اس کی توقعات کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اور انہی لوگوں کو اگر پھر اقتدار و اختیار میں شریک کیا جائے گا تو پھر وہی گُل کھلائیں گے اور ملک کو افتراق و انتشار کے حوالے کر دیں گے۔ کیونکہ ؏

آزمودہ را آزمودن جہل است

تحریکِ پاکستان کے علمبردار۔ اپنے مقدّس مشن کو چھوڑ کر الاٹ منٹوں، جلبِ زر اور حصولِ دولت کے چکروں میں مبتلا ہوگئے اور اقتدار کی رسّہ کشی میں ایسے سرگرمِ عمل ہوئے کہ اسلامی حکومت قائم کرنے اور شریعتِ اسلامیہ نافذ کرنے کی جد و جہد کو فراموش کر دیا گیا۔ اور ملک میں خود غرضی اور نفس پرستی کا ایسا دَور دَورہ شروع ہوا کہ ملک کی سالمیت کو نقصان پہنچنے کا خطرہ لاحق ہو گیا۔ حتیٰ کہ نوبت بایں جا رسید — کہ صبح و شام وزارتیں تبدیل ہونے لگیں، دنیا کی عظیم اسلامی مملکت "سیاسی پہلوانوں کا اکھاڑہ" بن گئی — اور ان کے سیاسی داؤ پیچ نے خود مملکت کو ہی پچھاڑنے کے خطرناک موڑ پر لا کھڑا کر دیا۔ صورتِ حال کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے ملک کی زمامِ اقتدار فوج کے جانباز اور جاں نثار مجاہدوں نے اپنے قبضہ میں لے کر ملک اور قوم کو صورتِ حال کی سنگینی سے بچا لیا —

سوال یہ ہے کہ جو لوگ بحالئ جمہوریت کی بیں آٹھ نکاتی پروگرام لے کر چلے تھے اور حصولِ مقصد کے لئے صرف دو نکات پر متفق ہو سکے تھے ان سے یہ کیسی توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ دستور کے معاملہ میں قوم کو کسی اجتماعی فارمولے پر متفق و متحد کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے؟

اس سلسلے میں صرف اور صرف علماء کرام ہی کا گروہ ایسا ہے جو حصولِ مقصد کی جد و جہد میں مخلص دکھائی دیتا ہے اور منزلِ مراد تک پہنچنے میں جس کی سعی و کوشش اجتماعی اور متحدہ نظر آتی ہے۔

علماء کرام نے اسلامی دستور کے لئے جو خاکے مرتب کئے اور جو سفارشات پیش کی تھیں ان میں کسی نوعیت کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ چنانچہ ۱۹۵۱ء میں ان حضرات نے ۲۲ نکات پر مشتمل جو دستوری خاکہ پیش کیا تھا اس پر تمام مکاتبِ فکر کے علماء (دیوبندی،

(باقی ص۹ پر)

شذرات

عربوں کی شکست کی ذمہ داری

جماعت اسلامی پاکستان کے ایک امیر نے فاران کلب کراچی میں "اسلام اور مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے انکشاف فرمایا ہے کہ :-

"مشرق وسطیٰ میں عربوں کی شکست کی ۸۰ فیصد ذمہ داری مشنری اداروں پر عائد ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ اسرائیل کا وجود امریکہ، روس اور برطانیہ کی مشترکہ سازش کا نتیجہ ہے۔"

علماء حق اور غیر جانبدار سیاسی حلقے ایک مدت سے یہ نشاندہی کرتے چلے آ رہے ہیں کہ اسرائیل کا وجود مغربی سامراج کی گہری سازش کا نتیجہ ہے اور امریکہ اور اس کے حلیف ممالک اگر آج اسرائیل کی پشت پناہی سے ہاتھ اٹھالیں تو یہودی ریاست اسرائیل کا وجود آج ختم ہو سکتا ہے۔ لیکن جماعت اسلامی مسلسل یہ رٹ لگائے جا رہی ہے کہ عرب اسرائیل کش مکش میں خود عربوں کا قصور ہے اور ساری ذمہ داری مصر کے صدر جمال عبدالناصر پر عائد ہوتی ہے خدا کا شکر ہے کہ امریکی سامراج کی تائید و حمایت میں شب و روز ایک کرنے والی جماعت کے رہنماؤں کی آنکھیں بھی رفتہ رفتہ کھل رہی ہیں اور مخصوص مفادات کے لئے عرب مجاہدین اسلام کو مطعون کرنے والوں کو بھی ہوش آنے لگا ہے کہ اسرائیل واقعی امریکی سامراج کی سازش اور دنیائے اسلام کے سینہ میں ایک مہلک ناسور کی حیثیت رکھتا ہے۔

امریکی مفادات کی تکمیل اور اسرائیل کو مستحکم کرنے کے لئے عرب ممالک اور جمال عبدالناصر کے خلاف گمراہ کن پروپیگنڈا کرنے والوں کو اب تو اپنی مجرمانہ سرگرمیوں پر پشیمان ہو جانا چاہئے۔

مبلغین اسلام کا اغوا

بنوں کی ایک خبر ہے کہ قبائلی علاقہ میں تبلیغ اسلام کے لئے جانے والے تین افراد صاحب دین، محمد عمر اور محمد یعقوب کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ واقعات کے مطابق یہ تینوں افراد تبلیغی جماعت کے اجتماع سے واپس آ رہے تھے کہ وزیر طوری خیل نے ان پر فائرنگ کر کے روک لیا اور تینوں کو اغوا کر کے لے گئے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس فائرنگ سے زینت ٹیکسٹائل ملز لائل پور کے ایک حصہ دار جناب محمد اقبال صاحب فائرنگ سے زخمی ہو گئے اور ان دنوں ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

قبائلی علاقہ میں فائرنگ کے حادثات روزمرہ کا معمول ہیں اور وثوق کے ساتھ یہ بات نہیں کہی جا سکتی کہ یہ اغوا اور فائرنگ کسی دشمنی کی بناء پر ہوا ہے یا لوٹنے کی غرض سے۔ یہ اور بھی ممکن ہے کہ یہ حادثہ کسی غلط فہمی کی بناء پر وقوع پذیر ہوا وہ حقیقت میں اپنے کسی مخالف کو نقصان پہنچانا چاہتے ہوں اور جذبۂ انتقام کا ہدف یہ مبلغین اسلام بن گئے ہوں۔

ہم نفس واقع کی بابت قیاس آرائی کے علاوہ اور کچھ نہیں کہنا چاہتے —— یہ ارباب حکومت و اختیار کا فریضہ ہے کہ اصل واقعات معلوم کر کے مجرموں کو قرار واقعی سزا دے تاکہ ایسے افسوسناک حادثات کا اعادہ نہ ہو سکے۔

ہمیں اس مرحلہ میں صرف مبلغین اسلام کی خدمت میں چند معروضات پیش کرنی ہیں کہ "تبلیغ اسلام" کی راہ بڑی کٹھن اور دشوار گذار ہے۔ اس راہ میں حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی مصیبتیں اور دکھ برداشت کئے اور جن لرزہ خیز حادثات سے آپؐ کی ذات گرامی کو دوچار ہونا پڑا ہے وہ ناقابل بیان ہیں۔ پھر جب ہم یہ بھی ایمان رکھتے ہیں کہ تبلیغ اسلام کا فریضہ اور دعوت و ارشاد کا کام اب امت محمدیہ کے سپرد ہے۔ اور یہ "نبیوں والا کام" ہے۔ تو کام کی عظمت کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ اس راہ میں کام کرنے والے حضرات کو ان مشکلات اور مصائب کی ادنیٰ جھلک سے دو چار ہونا پڑے گا جن سے انبیاء کرام علیہم السلام کو واسطہ پڑتا رہا ہے۔

تبلیغی جماعت کے افراد کو صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور کسی قسم کی گھبراہٹ، اضطراب یا انتقام کا اظہار طریق دعوت و ارشاد کے سراسر منافی ہوتا ہے۔ انہیں کلام الٰہی کی یہ آیت لا یجرمنکم شنآن قوم۔ ہر وقت پیش نگاہ رکھنی چاہئے۔ اور اپنے فریضہ کی ادائیگی میں رواں دواں رہنا چاہئے۔

حمزہ پوزیشن واضح کریں

صوبائی اسمبلی کے سابق رکن جناب حمزہ صاحب حزب اختلاف کے ایک مؤقر رہنما ہیں۔ اسمبلی میں ان کی گھن گرج کا خوب سماں ہوتا ہے وہ غریب عوام کی نمائندگی کے علمبردار ہوتے ہیں اور لوگ ان کی ذات سے بہت سی توقعات وابستہ کئے رکھتے ہیں۔ معاصر "امروز" لاہور مورخہ ۷ راگست صہ۵ پر ایک خبر شائع ہوئی ہے جس میں پیپلز پارٹی گوجرہ کے چیئرمین مسٹر سہیل لودھی نے مسٹر حمزہ سے سوال کیا ہے کہ وہ عوام کو

"اپنی جائداد کے بارے میں بتائیں کہ ۱۹۶۲ء سے قبل ان کے پاس کتنی جائداد تھی اور اب ان کے پاس زرعی زمینیں، لائل پور کی کوٹھی، رحیم یار خاں کا ۵۵ ہزار روپے کا زرعی مربعہ، ۳۶ ہزار روپے کی مالیت کا ایکسپیلر، کاٹن جننگ مشینیں اور غلہ منڈی گوجرہ کا گودام اور دوسری شہری جائداد گذشتہ سات سال میں کہاں سے آگئی ہے۔"

انہوں نے کہا ہم لوگوں نے انہیں اسمبلی کا رکن بنایا تھا اور ہمیں ان سے سوال کرنے کا حق ہے وہ بتائیں کہ انہوں نے لاکھوں روپے کی جائداد کہاں سے بنائی ہے۔ اگر انہوں نے واقعی اپنی جائز آمدنی سے یہ جائداد اور مشینیں سات سالوں میں بنائی ہیں تو وہ عوام کو بتائیں کہ وہ اس آمدنی پر کتنا ٹیکس ادا کرتے رہے ہیں۔

انہوں نے کہا۔ حیرت کی بات ہے کہ جس

(باقی صہ۱۵ پر)

۲۳ رجمادی الاوّل ۱۳۸۹ھ مطابق ۸ راگست ۱۹۶۹ء

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ کی عملی تفسیر

آج ۲۳ رجمادی الاوّل کو خطبہ جمعہ حضرت مولانا خواجہ انیس احمد صاحب مدظلہ نے ارشاد فرمایا —— موصوف احسن منزل ڈھاکہ (مشرقی پاکستان) کے رہنے والے ہیں۔ اپنی جدّی مسجد نواب باڑی میں خطابت وامامت کے فرائض انجام دیتے ہیں —— شیخ الاسلام حضرت مولانا السید حسین احمد مدنیؒ کے متعلقین میں سے ہیں۔ اکابر دیوبند سے آپ کے گہرے روابط ومراسم ہیں۔ نہایت سادہ، نیک سیرت اور مہمان نواز انسان ہیں۔ مغربی پاکستان کے مشائخ وعلماء جب کبھی مشرقی پاکستان کے دورہ پر تشریف لے جاتے ہیں تو میزبانی کا شرف اکثر آپ ہی کے حصّہ میں آتا ہے —— گذشتہ روز مغربی پاکستان کی سیر اور دوستوں کی ملاقات کی غرض سے لاہور تشریف لائے۔ جہاں آپ حضرت جانشین شیخ التفسیر مدظلہٗ کے یہاں قیام فرما ہیں —— بنا بریں آج حضرت مدظلہٗ نے معزز مہمان کو خطبۂ جمعہ ارشاد فرمانے کی دعوت دی —— مغربی پاکستان میں قیام کے دوران موصوف راولپنڈی اسلام آباد، مری، پشاور اور دیگر مقامات دیکھیں گے۔ اس غرض سے آپ کل لاہور سے روانہ ہوں گے۔ امید ہے چند روز تک واپس لاہور تشریف لے آئیں گے۔ (ادارہ)

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

امّا بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن

حضرات کرام! ہمارے محترم بزرگ جناب حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہٗ کا حکم ہے کہ مَیں کچھ کہوں۔ گو مَیں اس قابل نہیں مگر ان کے حکم کی تعمیل میں کچھ نہ کچھ عرض کئے دیتا ہوں۔

برادرانِ اسلام! انسان اور اس کے وجود کی نیرنگیاں اور پھر اس کی زندگی کے اندر مختلف حالات وکیفیات کی تبدیلیاں بلاشبہ دست کرشمہ ساز کے کچھ ایسے کھیل ہیں، صحیفۂ قدرت کے کچھ ایسے اسباق ہیں جو نسل انسانی کو اس غور طلب حقیقت کی طرف متوجّہ کر رہا ہے کہ تم خالق کائنات کا وہ ممتاز شاہکار ہو، تم اپنے پیدا کرنے والے کی قدرت کاملہ کی وہ زندہ یادگار ہو جس میں حکیم مطلق کی حکمت نواز مشیت ومرضی نے ہر وہ ساز وسامان کے ساتھ کچھ ایسے انداز سے آراستہ کر کے اس عالم کون وفساد میں بھیجا تاکہ شاہراہ زندگی میں بھٹکتوں کے کام آئے، اور دنیائے عمل کی مسافرت میں رہبرِ منزل بنتا رہے۔ غرض زندگی کی جد وجہد میں خطرات کی پگڈنڈیوں سے کاروانِ حیات کو صحیح وسالم نکال لانے ہی میں کامیاب زندگی کا مالک سمجھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہی وہ زندگی ہے جس سے مالکِ ارض وسما راضی وخوش رہتا ہے۔ چنانچہ آسمانی ہدایات کا وہ مجموعہ جسے القرآن کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ خصوصیّت کے ساتھ کلمہ توحید کے پڑھنے والوں کو فریبِ زندگی کے ہر خطرات سے ہوشیار کرتا ہوا ایسے طرزِ عمل کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ جس سے انسان پیدا کرنے والے کی نظر میں بجائے معتوب ہونے کے محبوب بنتا جائے۔ غرض قرآن ایک مکمل دستور العمل اور ضابطۂ حیات پیش کرتا ہے اور ان تمام تدابیر کی طرف تاکیداً حکم کرتا ہے تاکہ ایک کلمہ گو کی عملی زندگی کہیں بھٹک کر وہ راہ نہ اختیار کرلے جو خدا کے غضب یا غصّہ سے قریب کر دے جس کا لازمی نتیجہ دونو عالم کی رسوائی وپریشانی کے سوا کچھ نہیں ہوگا اب آپ کو قرآن کی اس پکار کی طرف دعوتِ فکر دے رہا ہوں۔ جس میں خدا نے آپ کی پیدائش کے مقصد کو صاف صاف ان الفاظ میں سمجھا دیا کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن —— مَیں نے جنّ وانس کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری ہی عبادت، بندگی کریں۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ انسان جس کو خدا نے مختلف حالات وکیفیات کا مجموعہ بنا کر ایک ایسی دنیا میں آباد کیا جہاں کی جادو اثر شوخیاں اور نظر فریب رنگینیاں اور اس کی تمناؤں کا ہنگامی ہجوم کہیں دامنِ حیات میں الجھتا ہوا کلمہ توحید کی اس حقیقت کو بھلا دینے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ کہ خدا ایک ہے اور تنہا مالک ومختار ہے اور اس کی ہدایات پر سجدۂ تسلیم ادا کرنے ہی میں کامیاب زندگی کا پوشیدہ راز ہے۔ قرآن کی روشنی میں آپ کی پیدائش اور آپ کی زندگی کا مقصد معلوم ہو گیا کہ اللہ کی عبادت کے سوا اور کچھ نہیں اور اس کا مطلب یہ ٹھہرا کہ ہر حال میں اللہ کے وفادار ہوں۔ اور زندگی کا کوئی اتار چڑھاؤ اور حالات وکیفیات کی کوئی تبدیلی اس کے قانون کی وفاداری میں کوئی تبدیلی نہ پیدا کر سکے اور وضاحت کے ساتھ عرض کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ عبادت کا مقصد یہ نہیں کہ صرف آپ مصلّیٰ پر جمے رہیں۔ عبادت کا مقصد یہ نہیں کہ ہر وقت اور ہر آن صرف تسبیح کی جائے بلکہ اس کا

اصل مقصد یہ ہے کہ آپ کی عملی
دنیا میں صرف خدا کا حکم اور صرف اسی
کا قانون رائج ہو جائے۔ جس طرح سے
نماز پڑھنا عبادت ہے، روزہ رکھنا عبادت
ہے، حج کرنا اور زکوٰۃ دینا عبادت ہے
اسی طرح بیوی بچوں کا پالنا بھی عبادت
ہے۔ حلال رزق، روزی کو تلاش کرنا بھی
عبادت ہے، بیمار کی عیادت بھی عبادت
ہے، یتیموں اور بیواؤں کی خبرگیری کرنا بھی
عبادت ہے، ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک
کرنا بھی عبادت ہے، کاروبار اور لین دین
صاف رکھنا بھی عبادت ہے، راستہ سے
کانٹوں کا ہٹا دینا بھی عبادت ہے، جہاد
کے لئے ہتھیاروں کا جمع کرنا بھی عبادت
ہے، جنگ کے تمام نقشوں پر غور و فکر
کرنا بھی عبادت ہے، لوگوں کو نیک
کام کی طرف متوجہ کرنا اور بُرے کاموں
سے روکنا بھی عبادت ہے، مخلوقِ خداوندی
کی امن و سلامتی کے لئے کوشش کرنا
بھی عبادت ہے، مخلوقِ خداوندی کی پریشانیوں
میں کام آنا اور مصیبتوں سے بچانے کی
فکر کرنا بھی عبادت ہے، ایک جانور کو پانی
پلانا بھی عبادت ہے، بھٹکتوں کو راہ
دکھانا بھی عبادت ہے۔ غرض زندگی کے
ہر شعبہ میں جتنے معاملات برتتے رہتے ہیں
اس میں خدا کا قانون اور اللہ کی رضا و
خوشنودی کو مقام رکھنا اور اس کے لئے
کوشش کرنا بھی عین عبادت ہے اور اس
کے خلاف تمام کارروائیاں گویا خدا کے
احکام سے رُوگردانی، قانون خداوندی سے
خلاف ورزی اور اللہ کی رضا و خوشنودی کو
پس پشت ڈال کر اغیار کی خوشی اور رضاجوئی
کے آگے گھٹنا ٹیک دینا ہے۔ جس کا لازمی
نتیجہ زندگی کو وبال و مصیبت کی طرف
لے جانا اور آفات و پریشانیوں کو دعوت
دینا ہے۔ جس سے ڈرنا اور پرہیز و احتیاط
کرنا ضروری اور لازمی قرار دے دیا گیا۔
الغرض عبادت کا یہی وہ مقصد ہے جسے
عملی زندگی میں رائج کرنے کے لئے خدا کے
مقدس رسول جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ساری زندگی وقف رہی ۔۔۔
نبیٔ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابِ زندگی
کی ہر سطر اور عملی زندگی کی ہر جد و جہد
ایک مسلمان کے دل و دماغ میں یہی نقشہ
بٹھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ ایک کلمہ گو
بھی سمجھائے جا رہا ہے کہ وہ زندگی جسے
دنیا و آخرت میں کامیابی و سرخروئی کا
شرف حاصل ہے وہ عمل اور وہ کام جسے
دارین کی ترقی اور سربلندی کے لئے
خدائی امداد و نصرت کی ضمانت حاصل ہے
وہ قانون الٰہی کو توڑنے اور احکام ربانی
کو ڈھٹائی کے ساتھ پس پشت ڈالنے
میں نہیں بلکہ صاحبِ قدرت کی مرضی و منشا
کو ہٹ دھرمی کے ساتھ روندنے میں
نہیں بلکہ فاطر السمٰوٰت والارض کے قانون
فطرت کو عملی زندگی میں چھا جانے اور
شہنشاہِ کون و مکاں کی بادشاہت اور
حکومت کا نہ مٹنے والا نقشہ دل و دماغ
پر قائم رکھنے میں ہی پوشیدہ ہے اور یہی
طریقۂ عمل اور یہی طرزِ زندگی وَمَا خَلَقْتُ
الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ کی عملی تفسیر
بننے میں ایک مسلمان کو کامیاب کر سکتا ہے
جو آفاتِ آسمانی اور وبال ارضی کے پریشان کن
خطرات سے کاروانِ حیات کو صحیح و سالم
نکال کر ترقی و سربلندی کی شاہراہ پر پہنچا
دینے میں تنہا ضامن ہے۔

اس آیتِ قرآنی کی روشنی میں اب
بات یوں سمجھ میں آتی ہے کہ ایک مسلمان کو
مسلمان کہلانے کے لئے صرف دفتری کاغذات
کے خانوں کو لفظ مسلمان سے پُر کر دینا یا
مردم شماری میں مسلمان لکھوا دینا کافی نہیں۔
کیونکہ وہ دعوائے مسلمانی کیا جو اسلام سے
بجائے محبت پیدا ہونے کے نفرت کی آواز
نکلے اور اسلام کے نام پر ایسا کردار و
سیرت کیا جسے دیکھ دیکھ کر اغیار مذاق
اڑائیں اور پھر قیامت میں بھی باعثِ شرمندگیٔ
پیغمبر بنے۔ بلکہ خدا کی نظر میں مسلمان بننے
اور بارگاہِ نبوی میں مسلمان کہلانے کے لئے
اپنی طرزِ زندگی اپنی عادت و خصلت اور
کردار و سیرت کو اس کی تعلیم و تربیت
کے سانچے میں ڈھالنا اور اس کے اسوۂ
حسنہ کو زندگی کے ہر مرحلہ میں رہبرِ حیات
بنانا ہی قرآن کی نظر میں مقصد و مفہوم
عبادت کی عملی تشریح و تفسیر سمجھی جائیگی۔

الغرض نتیجۂ کلام یہ ٹھہرا کہ خدا کی
عبادت اور اس کی رضا جوئی و حصول
خوشنودی کے واسطے اس کے سوا کوئی
چارہ نہیں۔ دامنِ حیات پر برکاتِ آسمانی
کا مینہ برسنے کے لئے اس کے سوا دوسرا
کوئی آسرا نہیں۔ کہ ہم مسلمان اپنے اپنے اعضاء و
جوارح کی ہر جنبش کو قانونِ نبویؐ کی
پابندی سے آزاد نہ سمجھیں بلکہ اس پر
فرمانِ رسالت کی کڑی نگرانی رکھنے کے عادی
بنتے جائیں تاکہ ہاتھ، پیر آنکھ زبان اور
دل و دماغ کے غلط طریقۂ عمل اور فریب
نے ایک مسلمان کی زندگی کو جس
جس وبال، مصیبت اور پریشانی و آفت
کے گھراوے میں پھنسا رکھا ہے اس سے نجات و
چھٹکارا حاصل کرنے میں کامیابی نصیب
ہو جائے۔ اور اغیار کے مذاق و طعنہ زنی
سے مسلمانوں کا معیارِ زندگی بلند نظر آنے لگے۔

اب اللہ سے یہ دعا ہے کہ اے
بارالٰہا! تیرے فضل و عنایت کا واسطہ ہے
کہ ہمیں اس قابل بنا دے کہ تیرے محبوب
کا اسوۂ حسنہ کاروانِ حیات کے لئے مشعلِ راہ
بنا رہے جو تیری رضا و خوشنودی اور پیار و
محبت کی منزل تک پہنچنے کا واحد ذریعہ
ہے۔ آمین یا رب العالمین

بقیہ: اداریہ

بریلوی، شیعہ، سنی، اہلحدیث وغیرہ) سب
متفق ہیں اور اس سلسلہ میں کوئی اختلاف و
تضاد کا ادنیٰ تصور بھی موجود نہیں ہے۔

یہ اتحاد و یگانگت اس بات کا
بیّن ثبوت ہے کہ پاکستان کی منزلِ مراد
کے حصول میں علماء کرام اور دینی جماعتوں
کے علاوہ اور کسی نے بھی مخلصانہ
سرگرمیوں کا مظاہرہ نہیں کیا ہے، اور
نہ ہی قوم نے ان پر کسی قسم کے
عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے اس لئے
اربابِ اقتدار و حکومت کا فرض ہو
جاتا ہے کہ وہ قوم کے اعتماد کا احترام
کرتے ہوئے ایسے اقدامات کرنے میں کوئی
دقیقہ فروگذاشت نہ کریں جو پاکستان کی
منزلِ مراد تک پہنچنے میں تاخیر کا موجب
ہو۔۔۔! اور ایسا طرزِ عمل اختیار نہ کیا
جائے جو اسلامی دستور کے نفاذ اور
اسلامی حکومت کے عملی قیام میں کسی قسم
کی رکاوٹ کا باعث ہو۔ کیونکہ ۲۲،
۲۳ سال کا عرصہ کوئی تھوڑی مدت
نہیں ہے۔ اور نہ ہی ملک کے سیاسی اور
اقتصادی حالات ایسے ہیں کہ اس ملک
کو دستور اور آئین کے بغیر ہی رہنے
دیا جائے۔ پاکستان میں "غیر اسلامی نعروں"
اور "مادی تحریکوں" کو صرف اسی خلاء
کی وجہ سے پنپنے کا موقع مل رہا ہے۔

تحریر: حمید اصغر نجیب

ریشمی خطوط کی تحریک

بیسویں صدی کا آغاز ہندوستان کی تاریخ کا اہم ترین باب ہے۔ اہل اسلام فرنگیوں کے مظالم سے عاجز آچکے تھے۔ اور وہ ہر قیمت ان سے گلوخلاصی کرانا چاہتے تھے۔ یہ لاوا اندر ہی اندر پکتا رہا حتیٰ کہ جب ۱۹۱۲ میں انگریزوں نے بلقان کے عیسائیوں کو شہ دیکر حکومت ترکی کے خلاف ظلم وستم کا نیا باب کھولا۔ تو برصغیر کے مسلمانوں کا اضطراب بڑھ گیا۔ جب انگریزوں نے ان بے قابو جذبات کو دیکھا تو کانپور میں مسجد شہید کرادی تاکہ مسلمانوں کی توجہ ترکی سے ہٹ کر ہندوستان ہی کی سیاست میں الجھی رہے، مسلمانوں نے اس مسجد کے لئے اپنے خون سے سڑکوں کو رنگین کردیا اور ساتھ ساتھ حکومت ترکی کی مدد کے لئے بھی تحریک جاری رکھی۔ دراصل مسلم علماء کرام شاطر انگریزوں کی چالوں سے بے خبر نہ تھے۔ انہوں نے پہلے ہی دیوبند میں جمعیتہ الانصار اور دہلی میں نظارۃ المعارف قائم کر رکھی تھی۔ حضرت شیخ الہندؒ نگران تھے۔ مولانا عبیداللہ سندھی دہلی میں تحریک کے قائد تھے۔ جب جنگ بلقان شروع ہوئی تو حضرت شیخ الہندؒ نے حضرت سندھیؒ کو کابل بھجوادیا، جب آپ کابل جانے لگے تو آپنے نظارۃ المعارف کی کمان اپنے داماد حضرت مولانا احمد علیؒ کے سپرد کردی۔ حضرت شیخ الہند کی مساعی سے غازی انور پاشا اور حجاز کے گورنر غالب پاشا کی حمایت حاصل ہوگئی۔ ان اکابر نے افغانستان اور آزاد قبائل سے انگریزوں کے استبداد کے خلاف جہاد کی اپیلیں جاری کیں۔ پیغامات کی ترسیل ریشمی رومالوں کے ذریعہ ہوئی۔ ایک تحریر اگست ۱۹۱۴ میں پکڑی گئی۔ جس پر برطانیہ نے اسے ریشمی خطوط کی سازش قرار دیا۔ اس تحریک کے بے نقاب ہوتے ہی حکومت برطانیہ نے برصغیر کی ان تمام ممتاز شخصیتوں کو گرفتار کرلیا جو اس تحریک سے وابستہ تھیں۔ ان میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے علاوہ ان کے دونوں مرشد حضرت دین پوریؒ حضرت امروٹیؒ بھی تھے۔ مولانا احمد علیؒ کو ڈپٹی کمشنر جالندھر کے روبرو پیش کیا گیا۔ اس نے آپ کو راہوں میں نظربند کردیا ازاں بعد آپ کو لاہور منتقل کردیا گیا۔ پھر ضمانت پر آپ کو رہا کردیا گیا۔ لیکن حکم یہ دیا گیا کہ آپ صرف لاہور میں ہی اقامت رکھیں گے۔ یہ ۱۹۱۷ کا واقعہ ہے۔ آپ کو مجبوراً لاہور ہی اقامت اختیار کرنی پڑی۔ یہ مجبوری بھی رنگ لائی اور حضرت مجدد الف ثانیؒ نے لاہور کو مرکز اشاعت دین اسلام بننے کی جو نوید سنائی تھی وہ بھی پوری ہوگئی۔ آپ نے قرآن حکیم کا درس دینا شروع کیا۔ آپ کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے عجیب تاثیر دی تھی۔ ہر روز آپ کے عقیدت مند بڑھتے جاتے تھے۔

ہندوستان سے ہجرت

حضرت مولانا احمد علیؒ کے پاؤں ابھی لاہور میں پوری طرح جمنے بھی نہ پائے تھے کہ کابل کے امیر امان اللہ خاں نے انگریزوں کے خلاف اعلان جنگ کردیا اور ہندوستان کے مسلمانوں کو ہندوستان سے ہجرت کرکے افغانستان آنے کی دعوت دی۔ حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ حضرت مولانا شیخ الہندؒ کے حکم کی تعمیل میں پہلے ہی کابل میں مقیم تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا احمد علیؒ بھی ہجرت کرکے افغانستان چلے گئے۔ تقریباً بیس ہزار مسلمانوں نے ہجرت کی۔ صوبہ سرحد کے لوگوں نے ان ہجرت کرنے والے مسلمانوں کی دل کھول کر مدد کی۔ جب یہ مہاجرین افغانستان پہنچے تو وہاں کی حکومت نے بھی خوب پذیرائی کی۔ لیکن کچھ ہی عرصہ بعد جذبات سرد پڑ گئے مہاجرین میں بددلی پھیلنا شروع ہوئی۔ اکثر مہاجرین مالی طور پر کھوکھلے ہوچکے تھے۔ حالات ناموافق ہونے گئے حتیٰ کہ مہاجرین بھوکوں مرنا شروع ہوگئے۔ امیر امان اللہ خاں نے ہجرت کا معاملہ غالباً اس لئے شروع کیا تھا کہ انگریز جھک جائیں۔ چنانچہ انگریز جھک گئے اور امیر امان اللہ خاں سے "صلح" کرلی۔ لیکن شرط یہ عائد کی کہ وہ مہاجرین کو ملک سے نکال دیں گے۔ چنانچہ امیر امان اللہ نے مہاجرین کو اپنے گھر واپس لوٹ جانے کے لئے کہا۔ جس سے علماء کرام نے بھی فتویٰ دیا کہ اب جب کہ افغانستان ایسا اسلامی ملک بھی غیر اسلامی حکومت برطانیہ کے نقش قدم پر چل رہا ہے اس لئے افغانستان اور ہندوستان میں کوئی فرق باقی نہیں رہا۔ اس طرح مہاجرین کی واپسی شروع ہوگئی۔ لیکن اس وقت تک مہاجرین کی ایک بڑی تعداد بھوک اور افلاس کے ہاتھوں دم چھوڑ چکی تھی۔ کچھ مہاجرین راستے ہی میں انتقال کر گئے۔ بہت کم تعداد میں مہاجرین واپس ہندوستان پہنچ سکے۔ یہاں انگریزوں نے دوسری چال چلی کہ ان مہاجرین کی پشاور ہی میں خوب خاطر تواضع کی۔ پھر انہیں ان کے گھروں تک بھی سرکاری خرچ پر پہنچا دیا۔ اس سے مسلمان امیر امان اللہ خاں کی حکومت سے اور بھی بدظن ہوگئے۔ بہرحال ہجرت کی تحریک ختم ہوگئی۔

ابتدائی تعلیم

یہ ۸۲ برس پہلے کی بات ہے۔ رمضان المبارک شروع ہوچکا تھا۔ دن جمعہ ہی کا تھا۔ سن ہجری ۱۳۰۴ھ تھا کہ ضلع گوجرانوالا کے گکھڑ ریلوے سٹیشن سے چار میل دور قصبہ جلال میں انوار الٰہی کی بارش شروع ہوئی۔ ایک نومسلم کے گھر لڑکا پیدا ہوا جب یہ نومولود چار پانچ سال کا ہوا تو اس کی والدہ نے اسے قرآن مجید پڑھایا، پھر قریب کے ایک قصبہ "ملونڈی کھوبر والی" میں تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ پانچویں جماعت تک اسی سکول سے امتحان پاس کیا ازاں بعد گوجرانوالا کی جامع مسجد کے خطیب مولانا عبدالحق سے فارسی زبان کی تعلیم حاصل کی۔ اسی اثنا میں دیوبند سے فارغ التحصیل ہوکر حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ تشریف لے آئے۔ جو اسی ہونہار طالبعلم کے والد سے قرابت داری رکھتے تھے۔ ان کے والد نے اپنا بچہ آپ کے (حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ) کے سپرد کر دیا۔ اس وقت اس لڑکے کی عمر صرف نو سال تھی۔

بچپن سے جوانی تک

حضرت سندھیؒ اسے اپنے ساتھ سندھ لے آئے پھر آپ امروٹ شریف آئے۔ جہاں قطب الاقطاب حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹیؒ نے اس ہونہار بچے کے لئے دعا کی۔ اس کے بعد حضرت سندھیؒ اس بچے کو اللہ کے ایک انتہائی برگزیدہ شخص حضرت غلام محمد دین پوریؒ کے پاس لے آئے آپ نے اس بچہ کو دیکھا تو از خود اسے بیعت کرلیا۔ اس طرح یہ بچہ حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی زیر نگرانی دو اولیاء (حضرت دین پوری اور حضرت امروٹی) کی زیر سرپرستی پروان چڑھنے لگا۔ اتنے میں آپ کے والد کا انتقال ہوگیا۔ حضرت دین پوریؒ نے آپ کی والدہ کا نکاح حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے پڑھا دیا۔ اس طرح حضرت سندھیؒ اب نہ صرف آپ کے سرپرست بلکہ آپ کے سوتیلے باپ بھی تھے۔ لیکن کچھ ہی عرصہ بعد ان کی والدہ کا انتقال ہوگیا۔ اس دوسری شادی میں آپ کے بطن سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ وقت گزرتا گیا، یہ بچہ انتہائی مشقت سے کام کرتا رہا۔ مولانا سندھیؒ سخت طبیعت تھے۔ وہ اس لڑکے سے بہت مشقت لیتے تھے۔ حتیٰ کہ جوانی آئی اور جب جوانی آئی تو حضرت سندھیؒ نے اپنی پہلی بیوی (جس کے انتقال کے بعد حضرت دین پوریؒ کے حکم پر آپ نے دوسری شادی کی تھی) کی صاحبزادی سے اس نوجوان کی شادی کردی۔ اس سے ایک لڑکا بھی تولد ہوا۔ لیکن ساتویں روز انتقال کرگیا اور دو روز بعد بیوی بھی اپنے بیٹے کی تلاش میں ان دیکھی دنیا میں چلی گئی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

نسب نامۂ حریت

شاہ ولی اللہؒ

- شاہ عبدالعزیزؒ
- شاہ عبدالقادرؒ
- شاہ رفیع الدینؒ
- شاہ عبدالغنیؒ

شاہ عبدالعزیزؒ سے: شاہ محمد اسحٰقؒ، شاہ محمد یعقوبؒ، سید احمد بریلویؒ

شاہ عبدالغنیؒ سے: شاہ اسمٰعیل شہیدؒ

سید احمد بریلویؒ — شاگرد: شاہ اسمٰعیل شہیدؒ (مرید)

شاہ محمد اسحٰقؒ سے: قاسم نانوتویؒ، رشید احمد گنگوہیؒ

شیخ الہند محمود الحسنؒ

مولانا عبیداللہ سندھیؒ

غلام محمد دین پوریؒ
سید تاج محمود امروٹیؒ

احمد علی لاہوریؒ

بقیہ ایک یادگار تقریر

اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول میں متعین ہیں ڈھال سکیں۔ یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ اگر مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ اپنی زندگی اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق بنا لیں تو اس پر کسی غیر مسلم کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔"

۴۔ "مملکت ایک ایسا ماحول پیدا کریگی جو ایک حقیقی اسلامی معاشرے کی تعمیر میں ممد و معاون ہو۔"

۵۔ "مملکت کے لئے لازم ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کی سرگرمیوں کی اس طرز پر رہنمائی کرے کہ ایک ایسا نیا عمرانی نظام قائم ہو جائے جو اسلام کے بنیادی اصول پر مبنی ہو جس میں جمہوریت۔ حریت۔ رواداری اور عمرانی عدل شامل ہوں۔"

۶۔ "کوئی مسلمان ایسا نہیں ہو سکتا جس کا اس پر ایمان نہ ہو کہ کلام اللہ اور اسوۂ رسولؐ ہی اس کے روحانی فیضان کے بنیادی سرچشمے ہیں ان کے متعلق مسلمانوں کے مابین کوئی اختلاف رائے نہیں ہے۔ اور اسلام کا کوئی فرقہ نہیں ہے جو انہیں تسلیم نہ کرتا ہو۔"

۷۔ جناب والا! یہ قوم زبردست کامیابیوں کی روایات رکھتی ہے اس کی تاریخ شاندار کارناموں کی روایات سے بھرپور ہے۔ اس نے زندگی کے ہر شعبے میں کامیابی کے ساتھ پورا پورا حصہ لیا ہے ہماری قوم کی بہادری کے کارنامے ہماری قوم کی فوجی تاریخ کی زینت ہیں یہ وہ قوم ہے۔ جس کے ارباب نظم و نسق نے ایسی روایات قائم کی ہیں۔ جو زمانے کے دست برد سے اب تک محفوظ ہیں۔"

۸۔ "ہمارا مقصد اقتصادی نظام کو اسلام کے بنیادی اصول پر تعمیر کرنا ہے۔ کیونکہ یہ دولت کی تقسیم میں ناہمواری کو رفع کرنے میں مدد دیتے ہیں۔"

۹۔ "اس کے آرٹ، شعر و شاعری، فن تعمیر اور جمالیاتی ذوق کے لئے اسے خراج تحسین ادا کیا گیا ہے۔ روحانی عظمت کے لحاظ سے یہ قوم عدیم المثال ہے اب پھر یہ قوم راہ عمل پر گامزن ہے۔ اور اگر اسے ضروری مواقع میسر آ جائیں تو اپنی شاندار کامیابیوں کی سابقہ عظیم الشان روایات کو بھی ماند کر کے بہتر کام کر دکھائیگی۔"

("انقلاب" ۹ر مارچ ۱۹۴۹ء)

ہدیہ تبریک

میں وزیر اعظم پاکستان ڈاکٹر لیاقت علی خاں صاحب کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالے نے انہیں صحیح راستہ سُجھایا۔ اللہ تعالے سے دعا کرتا ہوں۔ کہ انہیں ان پاکیزہ خیالات کو عملی جامہ پہنانے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ وہ قدامت پرستی اور رجعت پسندی کے طعنوں سے نہ گھبرائیں اور اللہ تعالیٰ انہیں ان پاکیزہ خیالات پر قائم رکھے۔ بقول حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی

"سچائی کا پرستار کبھی اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ کہ کسی زمانے میں یا طویل عرصہ تک لوگ اس کے ماننے سے آنکھیں چرائیں گے۔ یا ناک بھوں چڑھائیں گے۔ حق اکیلا رہ کر بھی حق ہی رہتا ہے۔ اسے یقین ہے کہ ایک روز ضرور آئے گا۔ جب اس کے جھٹلانے والے زمانے کے دھکے ٹکے کھا کر اس کے دامن میں پناہ لینے پر مجبور ہوں گے۔"

(احسان ۱۵ر مارچ ۱۹۴۹ء)

لرزہ خیز مظالم

معزز حضرات! آزاد پاکستان کا بن جانا بے شک خدا تعالے کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ لیکن اس نعمت کے حاصل کرنے کے لئے ہمیں جو قیمت ادا کرنی پڑی ہے اس کے تصور سے بھی دل کانپ اٹھتا ہے۔ آنکھوں میں اندھیرا آ جاتا ہے۔ دماغ چکرا جاتا ہے اور بدن لرزہ اندام ہو جاتا ہے۔ دس لاکھ مسلمان مردوں اور عورتوں کی تڑپتی ہوئی لاشوں کا تصور کیجئے جو خون میں لت پت ہوں۔ اور ان کے منہ میں مرتے وقت پانی کا قطرہ بھی ڈالنے والا کوئی مونس و غمخوار نہ ہو اور ان کی بے گور و کفن لاشیں جنگلی درندوں کی خوراک بنا دی جائیں اور مسلمانوں کی عمر رسیدہ ماؤں کو موت کے گھاٹ اتار کر جوان عورتوں کو ان کے خاوندوں بھائیوں اور باپوں کے سامنے سکھ اور ڈوگرہ خبیث درندے بلکہ درندوں سے بھی بڑھ کر لعین جبرًا پکڑ کر لے جائیں۔ اور مسلمان اپنی بے بسی اور بے کسی پر آنسو بہاتے ہوئے آ جائیں اور ساٹھ ہزار کی تعداد میں مسلمانوں کی جوان عورتیں وہ بے ایمان۔ خبیث، آزاد پاکستان کی قیمت کے سلسلے میں ہم سے چھین کر لے جائیں۔ حالانکہ میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ ایک مسلمان عورت جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والی ہو۔ اس کی عصمت کی قیمت میں ہندوستان بھر کے سارے ڈوگرے اور سکھ قتل کر دیے جائیں۔ تو بھی اس ایک مسلمان عورت کی عصمت کی قیمت ہرگز ادا نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہم نے اپنی کمزوری اور اسلام کے اصول کے ترک کرنے کی یہ سزا پائی کہ ایک کیا ساٹھ ہزار مسلمان عورتیں ان خبیثوں کی تحویل میں جانے دیں

آزاد پاکستان کی قیمت کے سلسلے میں دہلی کے شہر میں دس ہزار مسلمانوں کا قتل ہونا اور دہلی کے ارد گرد ۴۰ ہزار مسلمانوں کا قتل ہونا اس کے علاوہ صوبہ بہار میں مسلمانوں کا قتل عام ہونا۔ اس کے بعد مشرقی پنجاب میں ۱۰ لاکھ مسلمانوں کا قتل ہو جانا اور ۶۰ ہزار عورتوں کے اغوا ہو جانے کے علاوہ ۶۵ لاکھ مسلمانوں کا اپنے وطن و دیار سے بے خانماں ہو کر حدود پاکستان میں آنا بھی ہے۔ جن میں اب تک بکثرت ایسے ہیں۔ جن کے رہنے کے لئے مکان نہیں۔ بے کسی اور بے بسی کی زندگی گزارتے ہوئے موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا حادثہ ہے جس کی مثال تاریخ میں کم ملے گی۔

پاکستان کی قدر و منزلت

معزز حضرات! جو چیز جس قدر زیادہ گراں قیمت ہو اس کی قدر و منزلت بھی اسی قدر زیادہ ہوتی ہے۔ لہذا ہمارا فرض ہے کہ اس آزاد پاکستان کی پوری پوری قدر کریں اور اسے ایسا بنا دیں۔ کہ تمام ممالک کے لیے بالخصوص اپنے ہمسایہ ملک انڈین یونین کے لئے باعث رشک ہو۔ ہمارا نظام ان سے اعلیٰ ہو ہماری تنظیم ان سے زیادہ مضبوط ہو۔ ہمارا تعلیم یافتہ نوجوان ان کے تعلیم یافتہ نوجوان سے زیادہ روشن دماغ۔ عالی ہمت۔ دور اندیش معاملہ فہم۔ قومی ترقی کا فدائی۔ اپنے ملک کی اصلاح کا شیدائی۔ مسکین نواز۔ غیرت مند۔ غریب پرور۔ ایمان دار۔ خدا پرست اور خدا ترس ہو۔

معزز حضرات! آزاد پاکستان کے نظم و نسق اور یہاں کے باشندوں کے متعلق جو کچھ میں ۴

۴۔ نے عرض کیا ہے ہمارے پاس ایسی ترقی کے وسائل موجود نہیں۔

تحریکِ آزادی کے علمبردار

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رح بانی دارالعلوم دیوبند

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رح کی ہجرت کے فیصلہ پر مولانا نانوتوی رح کو جماعتی پروگرام کے مطابق ہندوستان ہی میں رہنا تھا اورآپ حاجی صاحب رح کی روانگی تک جماعتی امور کی تکمیل اور روحانی فیوض و برکات کے حصول کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔

دوسری طرف سرکار نے آپ کے وارنٹ گرفتاری کے ساتھ انعام کا بھی اعلان کر دیا۔ وارنٹ کی خبر سن کر احباب و متعلقین نے روپوش ہونے پر مجبور کیا اور علیحدہ جگہ آپ کو پہنچا دیا۔ آپ نے تین روز روپوش رہنے کے بعد گوشۂ تنہائی کو خیرباد کہہ دیا۔ جاں نثار خدام کے اصرار پر آپ نے فرمایا کہ ہمارے آقا و مولا حضرت نبی کریم علیہ السلام بھی تین یوم کی ہی مدت مخفی رہے تھے لہٰذا اس مدت سنت پر روپوشی بھی ختم۔ اس سے آپ کی سنتِ نبوی پر فدائیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اب اس برگزیدہ و پابندِ سنت شخصیت کی حاضر دماغی کا اندازہ لگائیں کہ ایک روز آپ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ پولیس پہنچ گئی۔ آپ اطمینان سے اٹھے اور باہر نکلنے لگے۔ کپتان پولیس نے خود دریافت کیا کہ مولانا محمد قاسم کہاں ہیں۔ آپ ایک قدم اور آگے بڑھے اور فرمایا۔ کہ ابھی یہاں تھے۔ اب کپتان پولیس مولانا کی تلاش میں مسجد کے اندر پہنچا اور آپ نے جہاں مناسب سمجھا تشریف لے گئے۔ پولیس نئی تھی اس نے آپ کا نام تو سنا تھا لیکن چہرے اور رنگ ڈھنگ کی شناسائی نہیں تھی اور آپ پر شک اس لئے نہیں ہوا کہ پولیس تو اس نام کے آدمی کی شہرت سے یہ سمجھے بیٹھی تھی کہ مولانا بڑے عظیم وضع قطع کے آدمی ہوں گے اور لباس فاخرانہ آپ کے امتیاز کی علامت ہوگا لیکن انہیں یہ علم ہی نہیں تھا کہ آپ کو دیکھنے والا انسان بڑے مولانا تو درکنار آپ کو معمولی ذی علم بھی مشکل سے سمجھے گا۔ اور آپ نے ایک عرصہ مستقل طور پر کہیں قیام نہیں کیا۔ آپ کے برادرِ نسبتی نے آپ کو اصرار کرکے کچھ عرصہ کے لئے اپنے گاؤں چکوالی بھیج دیا جو دیوبند اور نانوتہ کے درمیان لب سڑک تھا۔ آپ نے دیوبند کے قریب موضع ایلیا میں بھی چند دن قیام کیا اس کے علاوہ آپ کا دلچسپ مشغلہ حاجی امداداللہ مہاجر مکی رح کی خدمت میں حاضری اور حاجی صاحب رح کے حالات کی خبرگیری تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ دن کو چھپتے چھپاتے اور رات کو سفر کرتے گنگوہ، انبہٹہ، بوڑیہ، لاڈوہ، پنجلاسہ وغیرہ ضلع سہارنپور اور ضلع انبالہ کے علاقوں میں تشریف لے گئے جہاں حضرت حاجی صاحب پہنچتے رہے تھے۔

الزام غدر یا الزام کے شبہ میں لاکھوں ہندوستانی موت کے گھاٹ اتارے جا چکے ہیں۔ ظلم و ستم، ہیبت و بربریت کی جتنی بھی صورتیں ہو سکتی ہیں ہندوستانیوں کو خوف زدہ کرنے کے لئے کام میں لائی جا چکی ہیں مگر جو قدرت فرعون کے گھر موسیٰ کی پرورش کیا کرتی ہے وہ عجیب و غریب انداز میں فرعون برطانیہ کے مقابلہ میں آنے والے مجاہد اعظم مولانا نانوتوی رح کی حفاظت کر رہی ہے جو صرف موسیٰ ہی نہیں بلکہ برطانوی سامراج کے مقابلہ میں موسیٰ گر بھی ہیں — اس عرصہ میں حاجی امداد اللہ صاحب رح مکہ معظمہ پہنچ چکے ہیں۔ بظاہر تارک الدنیا مگر دنیائے سیاست کے نہایت سنجیدہ امیر کی حیثیت سے مولانا شاہ محمد اسحاق کا قائم کیا ہوا مرکز سنبھال چکے ہیں۔

امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رح ۱۰ر مارچ ۱۸۷۲ء کو چیانوالی ضلع سیالکوٹ کے ایک سکھ گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ۱۵ر اگست ۱۸۸۷ء کو جب آپ جام پور ضلع ڈیرہ غازی خاں میں آٹھویں جماعت میں پڑھتے تھے، اظہارِ اسلام کے لئے گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور سندھ پہنچ کر سید العارفین حضرت حافظ محمد صدیق بھرچونڈی رح والے سے بیعت کی۔ ستمبر ۱۸۸۸ء میں دیوبند کی درسگاہ میں داخل ہوئے اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رح کی جماعت کے اندرونی حلقے میں داخل ہوگئے۔ ۱۹۱۵ء میں حضرت شیخ الہند رح کے حکم سے کابل تشریف لے گئے اور وہاں سات سال تک سیاسی کام کرتے رہے، جس کے نتیجے کے طور پر امیر امان اللہ خاں مرحوم نے ہند کی برطانوی حکومت سے جنگ کی۔ جس کے بعد افغانستان برطانوی اثر سے آزاد ہوگیا۔ ۱۹۲۲ء میں آپ ماسکو ہوتے ہوتے ٹرکی تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے ۱۹۲۴ء میں اردو میں ۱۹۲۶ء میں انگریزی میں اپنا وہ شہرہ آفاق سیاسی پروگرام شائع کیا جس نے ہند میں انگریزی سیاست کا رخ بدل دیا۔ اس میں سب سے پہلی مرتبہ مطالبہ پیش کیا کہ برِ عظیم پاک و ہند کو تقسیم کیا جائے۔ ۱۹۲۷ء میں آپ مکہ مکرمہ پہنچے، جہاں بارہ سال مقیم رہے اور امام ولی اللہ رح دہلوی کے فلسفے کا گہرا مطالعہ کرتے رہے۔ ۷ر مارچ ۱۹۳۹ء کو جلاوطنی سے واپس آکر کراچی کے ساحل پر اترے۔ وہ اس غرض سے وطن واپس تشریف لائے کہ برِ عظیم میں آزادی ملنے کے بعد مسلمان فلسفہ ولی اللہی کو اپنے نظام کی بنیاد بنائیں۔ چنانچہ آپ پانچ سال تک امام ولی اللہ دہلوی رح کے فلسفے کی تشریح و اشاعت کرتے رہے آپ نے اس فلسفے کی تدریس کے لئے بیت الحکمت بھی قائم کئے۔ چنانچہ آپ نے "بیت الحکمت لاہور" نومبر ۱۹۴۰ء میں قائم کیا اور ۱۵ر مارچ ۱۹۴۴ء کو فلسفہ ولی اللہی کی اشاعت کے لئے "ولی اللہ سوسائٹی" لاہور کی بنیاد رکھی۔ آپ ۲۱ر اگست ۱۹۴۴ء کو فوت ہوئے اور دین پور (بہاولپور) میں دفن ہوئے۔

★

اسرائیلی جیلوں میں عرب

اسرائیل سے پہنچنے والی ایک

اسرائیل کی جیلوں میں عرب قیدی بدترین ظلم و بربیت کا شکار ہیں، انسانیت سوز درندگی و وحشت کی کوئی قسم ایسی نہیں جس سے یہ قیدی دو چار نہ ہو رہے ہیں، ان کو تکلیف پہنچانے کے لیے وہ ہولناک طریقے اختیار کر رہی ہیں جن کی تفصیل جان کر ہر باضمیر انسان کا دل ان مظلوموں کی بےکسی پر بے چین ہوتا جاتا ہے اور مغرور ظالموں کے خلاف غصہ سے خون کھولنے لگتا ہے۔

اسرائیل کے ایک جیل خانہ سے خفیہ ذرائع سے ایک رپورٹ موصول ہوئی ہے جن میں ان روح فرسا خونین المیوں کو بے نقاب کیا گیا ہے جو رات دن اسرائیلی جیلوں کی بلند دیواروں کے پیچھے پیش آتے ہیں۔

اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان جیلوں کے عرب قیدیوں کے جسموں میں بجلی کا کرنٹ دوڑایا جاتا ہے، خاردار تاروں پر لٹایا جاتا ہے اور دہکتے ہوئے کوئلوں پر چلایا جاتا ہے۔ سانپوں اور وحشی بلیوں اور بھوکے کتوں کے سامنے چھوڑ دیا جاتا ہے جو ان کے جسموں کو لہو لہان کرکے ادھ مرا کر دیتے ہیں۔

بربریت آمیز ایذا رسانی کے بیس سے زیادہ طریقے ہیں۔ جن سے دن رات عرب قیدیوں کو دو چار ہونا پڑتا ہے۔ ان میں سے ہر طریقہ انتہائی دل دوز اور اپنی سنگینی و قساوت کے اعتبار سے دوسرے پر فوقیت رکھتا ہے، سفاکی و درندگی کے یہ لرزہ خیز طریقے اسرائیل کے جن قیدخانوں میں رائج ہیں ان میں سے سات کے جائے وقوع وغیرہ کی بھی نشاندہی کی گئی ہے اور ایسے ۱۸ قیدی ہیں جن کے ساتھ ظلم کیئے گئے اور ان کی ظلم و زیادتی کی تفصیلات کا علم ہو چکا ہے۔ اس رپورٹ میں ان قیدیوں پر کیئے گئے لرزہ خیز مظالم کی داستان بیان کی گئی ہے اس میں ان قیدیوں کے مکمل نام تک موجود ہیں۔ جس کے بعد اس کے صحیح ہونے میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔

اس داستان کو پڑھ لینے کے بعد نازیوں کے جرائم اور دنیا کے تمام مشہور سنگدل سفاکوں کے سیاہ کارنامے ہیچ نظر آنے لگتے ہیں ـــــ اسیران جد و جہد آزادی کو ان قیدخانوں میں جن وحشیانہ طریقوں سے سزائیں دی جاتی ہیں ذیل میں ان کا اجمالی طور پر ذکر کیا جاتا ہے:-

- خاردار تاروں کے لپٹے ہوئے لکڑی کے تختوں پر ننگا کرکے ڈال دیا جاتا ہے اور اس حالت میں اوپر سے انتہائی سنگدلی کے ساتھ کوڑے برسائے جاتے ہیں، یہاں تک کہ قیدی کے جسم سے خون بہنے لگتا ہے اور بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔
- قیدی کو مادر زاد ننگا کرکے ابھرے ہوئے کانٹوں والی لکڑیوں پر ڈال دیا جاتا ہے اور اس حالت میں اوپر سے پھترول والے جلاد پورے وزن کے ساتھ کھڑے ہو کر زیادہ سے زیادہ تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے جسم سے خون رسنے لگتا ہے اور اسی حالتِ کرب میں وہ ہوش کھو بیٹھتا ہے۔
- قیدی کے ہاتھ پاؤں لوہے کی زنجیروں سے مضبوطی کے ساتھ باندھ دئیے جاتے ہیں اور ایک ایک ہفتہ تک اس کو اسی طرح کھانا پینا پڑتا ہے اور اسی حالت میں اس کو اپنی طبعی ضروریات سے فارغ ہونا پڑتا ہے جس کے نتیجہ میں نفسیاتی طور پر وہ انتہائی کرب انگیز کیفیت کا شکار ہو جاتا ہے۔
- تحقیقات کے کمروں کو آگ سے تپاتے ہیں اور اس پر قیدی کو ننگے پیر زبردستی چلایا جاتا ہے جس سے اس کے پیر جھلسنے لگتے ہیں اور شدید قسم کی اعصابی تکلیف سے بلبلا اٹھتا ہے۔
- سزاؤں کے مخصوص کمروں کو انسانی براز کی آلائش (پاخانہ) سے بھر دیا جاتا ہے اور اس پر قیدی کو ننگے پاؤں چلنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے، اس کے بعد اس طرح کی الائشوں سے اٹے ہوئے ایک گڑھے میں تھوڑی دیر تک اس کو بیٹھنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔
- چھوٹے حوض میں جس کا پانی انتہائی درجہ پر ٹھنڈا کیا ہوا ہوتا ہے قیدی کو اس میں ڈبو دیا جاتا ہے جس کی برودت و خنکی اس کا جسم برداشت نہیں کر پاتا۔ اور اس کی زندگی خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔
- تحقیقات کے کمرہ میں ملزم کے ہاتھ ہینڈل سے باندھ دئیے جاتے ہیں جس میں بجلی کا کرنٹ لگا ہوا ہوتا ہے پھر سختی کے ساتھ دروازہ کھولا جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں کرنٹ کی پوری مقدار ملزم کے بازو میں پہنچ جاتی ہے اور بسا اوقات اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ بازو شانہ سے الگ ہو جاتا ہے۔

نفسیاتی طور پر تکلیف پہنچانے کی کچھ صورتیں عمل میں لائی جاتی ہیں مثلاً قیدیوں کو دھمکی دی جاتی ہے کہ ان کے مکانات تباہ کر دئے جائیں گے، اور تحقیقات کے سلسلہ میں ان کی بیویوں کو بھی جیل میں لا کر سزا دی جائے گی۔ ان کے سروں کے اوپر سے تیز رفتار رائفلوں سے فائر کرتے ہوئے ان کو دھمکایا جاتا ہے کہ اگر سوالات کے تشفی بخش جوابات نہ دئے تو ان کے سروں کو چھلنی کر دیا جائے گا۔

- دونوں ہاتھ باندھ کر اوپر لٹکا دیا جاتا ہے اور زمین سے اوپر اٹھاکر فضا میں جھولتا ہوا چھوڑ دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کے بازوؤں کے جوڑ کھل جاتے ہیں۔
- بھوکے کتوں کو قیدیوں کی کوٹھڑیوں میں چھوڑ دیا جاتا ہے جو انتہائی ہولناک طریقہ سے ان کے جسموں کی تکا بوٹی کر ڈالتے ہیں۔
- قیدیوں کو ایک طویل عرصہ تک سونے سے روک کر بھوکا رکھا جاتا ہے پھر نمک چڑھی ہوئی مچھلی کھانے پر مجبور کیا جاتا ہے اور پانی پر بندش بدستور رکھی جاتی ہے یہاں تک کہ جب پیاس کی شدت سے بے تاب ہوتے ہیں تو ان کو پیشاب پلایا جاتا ہے۔
- ناخنوں کو جڑوں سے اکھاڑ دیا جاتا ہے، ننگے جسم پر کبریت (آتش گیر مادہ) رکھ کر اوپر سے ضربیں لگائی جاتی ہیں۔ جس سے شعلے اٹھتے ہیں اور جگہ جگہ سے جسم جھلس دیا جاتا ہے۔

...ہدین وحشیانہ مظالم کے شکار

...ہلا دینے والی رپورٹ

• قیدی کے زیریں (پاخانے کے راستہ) سے پائپ کے ذریعہ پانی بھرا جاتا ہے اور جب پانی کی کثرت سے پیٹ پھول جاتا ہے تو سزا کے کام پر متعین یہ آدم زاد اسرائیلی درندے اس کے پیٹ کو زور سے دباتے ہیں۔ یہاں تک کہ ناک اور منہ سے پانی نکلنے لگتا ہے۔

• قیدیوں کے بیرکوں میں سانپ چھوڑ دئے جاتے ہیں جو ان کو ڈستے ہیں اور خوفزدہ کر دیتے ہیں۔

• قیدی کو کمرہ میں بٹھا کر اس کا سر اوپر کی طرف کر دیا جاتا ہے اور ایک برتن جس میں معمولی سوراخ ہوتا ہے ٹھنڈے پانی سے بھر کر اس کے اوپر رکھ دیا جاتا ہے اس میں سے ایک ایک قطرہ اس کی پیشانی پر ٹپکتا رہتا ہے۔

• کپڑا وغیرہ ٹھونس کر قیدی کے منہ کو بند کر دیا جاتا ہے۔ اور پھر خوب پٹائی کی جاتی ہے۔ اور کئی کئی گھنٹے تک ہاتھ اٹھائے ہوئے کھڑے رہنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

• ماچس کی تیلیوں سے جسم جلایا جاتا ہے اور جلتے ہوئے سگریٹ جسموں پر بجھا کر ایذا پہنچائی جاتی ہے۔

• قیدی کے سامنے پھٹ پڑنے والا آتشین مادہ ڈال دیا جاتا ہے اور عائدشدہ الزام نہ قبولنے کی صورت میں اس کے اوپر چلنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

• مشتبہ ملزم کی بے پناہ پٹائی کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو جاتا ہے تب اس کو اس کے بال بچوں میں چھوڑ دیا جاتا ہے اور پھر قید کر لیا جاتا ہے، اور پھر اسی طرح اقبالِ جرم کے لئے مجبور کئے جانے کا عمل جاری ہو جاتا ہے۔

• قیدیوں کو کچھ دیر کے لئے سخت گرم پانی سے بھرے ہوئے حوضوں میں رکھا جاتا ہے پھر اس سے نکال کر اسی لمحہ ان پر برف کا ٹھنڈا پانی ڈالا جاتا ہے۔

• دروازہ کے کواڑ پر ہتھیلی رکھ کر دوسرا کواڑ سختی سے بند کر دیا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں ہتھیلی ٹوٹ جاتی ہے یا بری طرح کچل کر ہمیشہ کے لئے بیکار ہو جاتی ہے۔

• قیدی کو قتل کرنے کی دھمکی دی جاتی ہے اور کسی وحشت ناک مقام پر قبر بنا کر زندہ درگور کر دینے کا ڈراوا دیا جاتا ہے۔

قید خانے اسرائیل میں بڑے بڑے بے شمار قید خانے ہیں جن کی بلند بالا دیواروں کے پس پردہ سینکڑوں مظلوم اسیرانِ آزادئ وطن بدترین مظالم اور ہولناک سزاؤں سے دو چار ہیں ان جیلوں کے لئے ایسی جگہوں کا انتخاب کیا گیا ہے جہاں پر تہذیب و تمدن کے دور میں انسانیت کے خلاف کئے جانے والے ان وحشیانہ جرائم کو مکمل طور پر بیرونی دنیا سے پوشیدہ رکھا جا سکے۔ اس طرح کی جیلوں کی صحیح تعداد کیا ہے اس کے بارے میں کچھ کہنا مشکل ہے لیکن ان میں سے سات جیلیں دریافت کر لی گئی ہیں — جو مندرجہ ذیل ہیں:-

صرفند جیل یہ سخت سزاؤں کے لئے خاص ہے اس میں تقریباً دس بیرکیں ہیں ان میں سے کسی بیرک کا طول و عرض ایک مربع میٹر سے زیادہ نہیں، ہر بیرک کے ایک کونہ میں لوہے کی ایک زنجیر ہے جس میں قیدی کو باندھ دیا جاتا ہے تاکہ وہ حرکت نہ کر سکے اور برتن رکھا رہتا ہے جس کی ایک ایک ہفتہ تک صفائی نہیں کی جاتی۔

بیت لید جیل یہ ناتانیا کالونی کے قریب واقع ہے اس میں زمین دوز بیرکیں بنائی گئی ہیں جن میں لوہے کی بھاری زنجیروں کا انتظام ہے جن کے ذریعہ قیدیوں کو ہولناک سزائیں دی جاتی ہیں، اس کے اندر ایک انتہائی کمرہ ہے جس میں ہوا کا گذر نہیں ہے اور اس کے اندر سے نالیاں بہتی ہیں۔

بئر سبع جیل یہ بامشقت قیدیوں کے لئے خاص ہے اور اس میں ان قیدیوں کو رکھا جاتا ہے جن سے سخت محنت سے کام لئے جاتے ہیں۔

نابلس کی سنٹرل جیل میں صوبہ نابلس کے قیدیوں کو اتنی خوفناک سزائیں دی جاتی ہیں کہ قریبی محلوں کے باشندے زیادتی، کرب سے بلبلا کر چیخنے والے مردوں، عورتوں اور بچوں کی آوازیں سن سکتے ہیں۔

عاقر جیل اس میں قیدیوں کو مخصوص قسم کی انتہائی ہولناک سزائیں دی جاتی ہیں۔

بنی صالح جیل یہ دوسری بیرکوں والی ہی طرز پر ہے۔

مسکوبیہ جیل اس میں تین چھوٹے کمرے ہیں جن میں ہر ایک میں اٹھارہ قیدی سما سکتے ہیں ان کے علاوہ دو کمرے بڑے ہیں جن میں سے ہر ایک میں اٹھارہ قیدی رکھے جا سکتے ہیں۔ لیکن قیدیوں کی تعداد بڑھ جانے پر دوگنی سے زیادہ تعداد کو انہیں کمروں میں بھر دیا جاتا ہے۔ ان کمروں کے سامنے ایک میدان ہے جس کی وسعت تین سو مربع میٹر ہے اس کو میدانِ عذاب کہا جاتا ہے جس میں انتہائی ہولناک سزائیں دی جاتی ہیں۔

چند بدنصیب قیدی

ذیل میں چند قیدیوں کے نام درج کئے جاتے ہیں اور ان کے سامنے مختصر طور پر ان زیادتیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن سے ان کو مختلف قیدخانوں کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں دوچار ہونا پڑا ہے۔ ان میں سے بعض نے خود اپنے حالات بیان کئے ہیں اور بعض وہ ہیں جو ان وحشیانہ زیادتیوں کا شکار ہو کر جامِ شہادت نوش کر چکے ہیں:-

احمد ابو سرور نے اپنا حال بیان کرتے ہوئے بتایا۔ بجلی کا ننگا تار میری پنڈلی پر لپیٹ کر بار بار کرنٹ دوڑایا گیا، میرے کانوں میں لوہے کی سلاخیں لگائی گئیں۔ میری بغلوں میں ابلے ہوئے انڈے رکھ کر ہاتھوں کو زور سے دبایا گیا اور اس کے بعد ۱۴ دن تک بغیر کپڑوں کے ننگے جسم کے ساتھ رکھا گیا۔

سلیمان خلف مجاہد مذکور احمد ابو سرور کے ساتھ اس کی گرفتاری عمل میں آئی اور ساتھ ہی سزائیں دی گئیں۔ وہ اس وقت بھی الخلیل جیل میں موت و حیات کی کشمکش سے دوچار ہے۔

حسین شرف اس مجاہد کے پیٹ کو پہلے پانی سے بھرا گیا اور پھر اس کے اوپر کود کود کر اس پانی کو ناک اور منہ کے راستے خارج کیا گیا۔

سلیمان برغش الشوا ہین اس کی کوکھ کی

ہڈیوں کو توڑا گیا اور ننگا کر کے ایک بڑے پنجلے میں بہت سی بلیوں کے ساتھ بند کر دیا گیا اور پھر اوپر سے ڈنڈے برسائے گئے۔ نتیجہ کے طور پر ہر طرف سے بلیوں نے کاٹ کاٹ کر اور پنجوں سے کھسوٹ کر پورے جسم کو بُری طرح لہولہان بنا دیا۔ اس قیدی کے ساتھ کی گئی زیادتی سے ریڈکراس کو مطلع کر دیا گیا۔

قاسم ابوبکر تمیمی ایک موٹی لکڑی کے ساتھ صبح آٹھ بجے سے رات تک مسلسل بے رحمی کے ساتھ بُری طرح پیٹا گیا پھر یروشلم جیل کے کمرہ ۳۰ میں بند کر دیا گیا جس سے دوسرے دن صبح کو اس کی لاش برآمد ہوئی۔

محمد عبدالقادر عصری ۶۰ سال کی عمر تھی پیرانہ سالی کے باعث مظالم کی تاب نہ لا کر الخلیل جیل میں جام شہادت نوش کیا۔

انور جابر اس مجاہد کی سرزنش کے لئے جسم میں بجلی کا کرنٹ دوڑانے، ہاتھ پیر باندھ کر لٹکانے، پیٹ پھلانے، مختلف چیزوں سے زد و کوب کرنے اور ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹنے کی انسانیت سوز طریقے اختیار کئے گئے۔

یعقوب عبیدی ابتداءً مسکوبیہ جیل میں بند کیا گیا بعد کو وہاں سے صرفند جیل میں منتقل کیا گیا جہاں پر اس کی ایذا رسانی کے لئے جسم کو پھلانے اور کانٹوں پر ننگے پیر چلانے کے علاوہ اور مختلف طریقوں سے سزائیں دی گئیں۔

راغب ابورائس رم اللہ، رملہ، صرفند اور نابلس کی جیلوں میں تیرہ مہینہ تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، آگ کے ذریعہ جگہ جگہ سے جسم کو داغا گیا اور جسم کو مختلف طریقوں سے لٹکانے پھیلانے اور پھلانے کی سزائیں دی گئیں وہ اس وقت اپنے خاندان کے ساتھ زندگی گذار رہا ہے لیکن اس کی شکل بگڑ کر انتہائی ہیبت ناک بن چکی ہے۔

احمد خرج مسعود نابلس جیل میں قید و بند کی مصیبتوں کے دوران اس پر شدید قسم کے ایک مرض کا حملہ ہوا لیکن اس کا کوئی علاج نہیں کیا گیا اس کے بعد وہاں سے اس کو رملہ جیل میں منتقل کر دیا گیا جہاں سزاؤں کے دوران اس کا ایک ہاتھ توڑ دیا گیا۔

عصام تجاوی بیت لید کی جیل میں بند ہے مختلف قسم کی سنگین سزاؤں سے دوچار ہو چکا ہے۔

شریف علی سحرور پہلے اس کا گھر زمین کے برابر کیا گیا اور جیل میں بند کر کے سخت ترین سزائیں دی گئیں اس سے یہ ہوشربا سزائیں برداشت نہ ہو سکیں اور نتیجہ کے طور پر وہ اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا آج کل رملہ جیل میں موجود ہے۔

منیر حجازی شروع میں شطا جیل میں بند کر دیا گیا۔ مختلف قسم کی دہشت پسندانہ ایذائیں دی گئیں۔ بعد میں کسی بیماری میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے یروشلم جیل میں منتقل کئے جانے کا فیصلہ کیا گیا لیکن وہ راستہ ہی میں تھا کہ جیل کے ایک محافظ نے بغیر کسی سبب کے قتل کر دیا۔

نادر العصفوری سخت قسم کی ہولناک سزاؤں نے اس کے جسم کو شل و ناکارہ بنا دیا ہے وہ آج کل نابلس جیل کی کوٹھی نمبر ۴ میں موجود ہے۔

عبداللہ خالد نابلسی سنگین سزاؤں کے نتیجہ میں اس کی دونوں پنڈلیاں مفلوج ہو چکی ہیں اور قوتِ گویائی ختم ہو گئی ہے۔

عبداللہ ہلال طعمہ بینائی اور نطق و کلام کی قوت سے محروم ہو چکا ہے جسم کے بیشتر حصے شدتِ تعذیب و تکلیف سے مفلوج ہو گئے ہیں۔

محمد الہدہد اس کو بھی جیل کی ہولناک سختیوں نے قوتِ گویائی سے محروم بنا دیا ہے آج کل انتہائی کس مپرسی کے ساتھ رملہ جیل میں قید و بند کی صعوبتیں جھیل رہا ہے

احسان حمدان سلام اس کے جسم سے بہت کافی مقدار میں خون نکال لیا گیا ہے اور آج کل مرگ و زیست کی کشمکش میں زندگی کے آخری سانس لے رہا ہے۔

مؤید عثمان بخشی نابلس کے ایک مدرسہ کا طالب علم ہے تقریباً ایک سال سے جیل کی کوٹھڑی نمبر ۴ میں قید ہے۔ اس کا داہنا ہاتھ شل ہو چکا ہے اور داہنی آنکھ کی بینائی ختم ہو گئی ہے اور تقریباً جسم کے تمام نازک حصے معطل و ناکارہ ہو گئے ہیں۔

●

بیرک نمبر ۴ سے ایک دستاویزی خط

نابلس جیل کی کوٹھڑی نمبر ۴ سے ایڈووکیٹ جمیل شہلوب کے نام لکھا گیا ایک خط دستیاب ہوا ہے جس میں مؤید عثمان بخشی نے اپنی سزاؤں کا مختصر حال بیان کیا ہے خط کا مضمون درج ذیل ہے:۔

"مجھے سزائیں دینے والوں میں سے ایک شخص مجھ سے ملنے کے لئے آیا۔ یہ شخص اسرائیل کی دفاعی فوج کا ایک افسر ہے اور بابوشہ نام ہے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ صرفند کی جنگی جیل میں دونو مرتبہ مجھ پر جو گذری وہ میں لکھ کر اس کو دے دوں۔ چنانچہ میں مندرجہ ذیل سطریں لکھ کر دے رہا ہوں۔

"مجھے نابلس جیل سے منتقل کئے جانے کا فیصلہ کیا گیا چنانچہ میری آنکھیں باندھ دی گئیں اور میرے ہاتھ پیروں میں زنجیریں ڈال کر کار میں باندھ دیا گیا اور اس طرح مجھے صرفند کی فوجی جیل میں پہنچا دیا گیا۔

یہاں پہنچنے پر طمانچوں، گھونسوں، ٹھوکروں اور جوتوں وغیرہ کے ساتھ جس طرح چاہا مجھے خوب زد و کوب کیا، فحش گالیوں اور رکیک مبتذل جملوں سے مجھے مخاطب کیا گیا۔

ان میں سے ایک کے حکم پر مجھے ایک کمرہ میں پہنچا دیا گیا۔ یہاں پر میری آنکھوں سے پٹی کھولی گئی۔ میرے سامنے ایک بھاری بھرکم عظیم الجثہ فوجی کھڑا تھا اس نے مجھ سے ٹوٹی پھوٹی عربی زبان میں سوال کیا۔ "کیا تم "فتح" سے تعلق رکھتے ہو؟" میں نے کہا نہیں — اس نے دوبارہ پوچھا۔ تمہارا کس تنظیم سے تعلق ہے؟ میں نے جواب دیا۔ میں کسی تنظیم سے وابستہ نہیں ہوں۔ اس کے بعد مجھے انتہائی شرمناک سزائیں دی گئیں۔

دوسرے دن ایک دوسرے فوجی نے مجھ سے میرا نام دریافت کیا۔ میں نے اپنا نام بتلا دیا۔ اس کے بعد پھر مجھے طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائی گئیں۔"

یہ خط مقبوضہ علاقوں میں واقع تنظیم آزادی کے دفتر کو دستیاب ہوا ہے۔ یہ خط اور مظالم کی مکمل رپورٹ فلسطینی تنظیم آزادی نے عرب لیگ کے مرکزی دفتر کو پیش کر دی ہے انسانی حقوق کی بین الاقوامی کمیٹی کے سامنے اس رپورٹ کو ایک دستاویز کی حاصل ہوگی اور اس دستاویز سے اسرائیلی پروپیگنڈے کی تمام دروغ بافیوں کی اصل حقیقت سامنے آ جائے گی اور دنیا پر یہ بات اچھی طرح آشکارا ہو جائے گی کہ نازیوں کے ظلم و تشدد پر واویلا کر کے اپنے کو مظلوم ٹھہرانے والے خود نازی ازم کے کتنے بڑے علمبردار ہیں۔ (العرب)

تو اس لئے فرمایا کہ میں عذاب میں جو تخفیف کرتا ہوں، عذاب کو جو مہلت دیتا ہوں، پیچھے کرتا ہوں ـ دو وجہ سے ـ ایک اس وجہ سے کہ ہو سکتا ہے یہ مجرم تائب ہو جائے ـ اور کبھی کبھی اس میں پھر عذاب بھی ہوتا ہے کہ اگر وہ توبہ نہیں کرتا تو لمبی رسی چھوڑ دی جاتی ہے ـ پھر اللہ کی پکڑ اتنی سخت ہوتی ہے ـ چونکہ یہ سورتِ ہود مکّی ہے میرے بزرگو! اس لئے اس طرف اشارہ کیا گیا "دو قومیں" دو امتیں خوش نصیب گذری ہیں کہ عذاب سے بچ گئیں ـ نبی نکل گیا مگر پھر بھی عذاب سے بچ گئیں ـ میرے بزرگو اور میرے بھائیو! میں ادب سے درخواست کروں گا کہ جس کسی کے گھر میں، محلّے میں، کوچے میں، شہر میں، بستی میں دو قسم کے انسان پائے جائیں ان کے وجود کو غنیمت سمجھا کریں ـ ایک علماء عاملین، اللہ کے دین پر عمل کرنے والے نیک لوگ، وہ غنیمت ہوتے ہیں، بہت بڑی برکت ہوتی ہے ـ شہر سے، محلّے سے، گلی سے عالم ناراض ہو کر نکل جائے، وہ محلّہ، وہ گلی عذاب کا شکار ہو جاتی ہے ـ اور دوسرا غریب لوگ، بیمار، مفلس، قلاش، نادار، یہ غریب اور کمزور لوگ، یہ بھی اللہ کی رحمت کے لئے بہت بڑا ایک مرکز ہیں ـ

امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ـ هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ اِلَّا بِدُعَاءِ ضُعَفَاءِكُمْ ـ فرمایا کہ تمہاری خدا مدد اس لئے کرتا ہے کہ کمزور تمہیں دعائیں دیتے ہیں، اللہ تمہیں رزق دیتا ہے، کمزور تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں ـ تم نے اپنی کمائی میں سے کسی کو دو آنے دے دئے، اس نے دعا کی، اللہ تم سے خوش ہو گیا ـ اللہ کے بندے کیا ہیں؟ اللہ کا یہ کنبہ ہے ـ جیسا کہ حالی مرحوم نے فرمایا ؎

یہ پہلا سبق ہے کتابِ ہدیٰ کا
کہ مخلوق ساری ہے کنبہ خدا کا

جب میرے بچے کے ساتھ کوئی احسان کرے گا تو مجھے اچھا لگے گا کہ میرے بچے کے ساتھ پیار کیا، میرا بچہ ہونے کی حیثیت سے ـ تو جب اللہ کی مخلوق کے ساتھ پیار کیا جاتا ہے کہ یہ ہے غریب، بیمار، نادار، مفلس، قلاش، لیکن اس نبی کا کلمہ پڑھتا ہے جس نبی کا میں کلمہ پڑھتا ہوں، اللہ کی یہ مخلوق ہے، اس کے ساتھ جو احسان کیا جاتا ہے میرے بزرگو! اس کی دعاؤں سے خداوندِ قدوس بڑی برکتیں بھیجتے ہیں ـ

تو دو امتیں ایسی گذری ہیں جن امتوں سے نبی نکلے مگر وہ عذاب سے بچ گئیں، ایک قوم یونسؑ ـ پہلے گذر چکا ہے ـ فرمایا ـ اِلَّا قَوْمُ يُونُسَ ـ نبی نکل جائے شہر سے ناراض ہو کر، پھر اس قوم کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جاتی ہے ـ دیکھ، قرآن سارا پڑھ لیں، یہی حال ہوا ـ ایک قوم یونس علیہ السلام، جب یونس علیہ السلام نکل گئے اپنی قوم سے، تو اس قوم پر عذاب آنے والا تھا کہ حضرت یونسؑ پھر واپس آ گئے، وہ ایمان لے آئے تو اللہ نے ان کے ایمانوں کو قبول کیا ـ قوم یونسؑ عذاب سے بچ گئی ـــ اور دوسری قوم ہے قریشِ مکّہ ـ جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قوم ـ آٹھ سال تک محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مکّہ چھوڑ کر چلے گئے، اللہ کے حکم سے حضورؐ نکل گئے تھے، مکّہ کو چھوڑ کر چلے گئے ـ مدینہ منوّرہ تشریف لے گئے ـ قوم آٹھ سال نبی کے ساتھ برسرِ پیکار رہی ـ لیکن یہ نبی کیا تھے؟ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (انفال ۳۳) اے میرے حبیب! جس قوم میں آپ ہوں میں اس کو کیسے عذابِ عمومی دوں؟ اللہ تعالےٰ نے اہلِ مکّہ کو دولتِ ایمان بخشی ـ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے دن تشریف لائے تو مکّے کے سارے لوگوں نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا ـ (سوائے چند آدمیوں کے، اور ان کو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قتل کیا اپنے ہاتھوں سے، دو یا تین ہی ہیں، باقی جو تھے وہ سارے مسلمان ہو گئے)

تو یہاں فرمایا ـ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ، اگر ہم پیچھے بھی کر دیں گے ان سے عذاب ایک وقت مقرر تک کے لئے تو پھر بھی یہ ہدایت تو نہیں پاتے ـ پھر بھی یہ گڑبڑ ہی کرتے ہیں لَيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ـ یہ ضرور کہہ دیں گے کس چیز نے عذاب کو روکا ہے؟ آنا ہے تو آ جائے ـ فرمایا اگر آنا مانگتے ہو تو آ بھی جائے گا اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ ـ یاد رہے، (اَلَا کا کلمہ پھر تنبیہہ کے لئے فرمایا) یاد رہے، يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ ـ جس دن ان پر میرا عذاب آ جائے گا ـ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ ـ پھر ان سے وہ عذاب نہ پھیرا جائے گا ـ

چنانچہ غزوۂ بدر میں عذاب آیا ـ ۳۱۳ صحابہؓ کرام جن میں چھوٹے چھوٹے بچّے بھی تھے اور گیارہ سو یا بارہ سو یا تیرہ سو یا اس سے کم و بیش (سورتِ انفال کے درس میں گذر چکا ہے)، مشرکینِ مکّہ ہر قسم کے سامان سے مسلّح اور لیس، انہوں نے حملہ کیا اور ادھر ۳۱۳ صحابہؓ کرام جن میں نہ کسی کے پاس پورا سامانِ جنگ موجود نہ کھانے پینے کا سامان ـ چھوٹے چھوٹے بچے بھی اس میں شریک تھے ـ جیسا کہ غزوۂ بدر کو آپ جانتے ہی ہیں دو چھوٹے چھوٹے یتیم بچوں معوذ اور معاذ نے ابوجہل جیسے کو جہنم رسید کیا ـــــ (باقی آئندہ)

(حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب پسروری)

بنی کریمؐ کی برکت

—— تو عرب کی جو حالت تھی وہ اُمی تھے ، وہ جہل بسیط میں مبتلا تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جب تک اُنہوں نے نہیں پہچانا ، وہ مخالف تھے لیکن جب اُنہوں نے پہچان لیا پھر وہ سب کے سب متبع ہوگئے —— اللہ وہ ذات ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک بڑے عظیم الشان پیغمبر کو بھیجا —— اس عظیم الشان کی برکت سے آج اسی کروڑ مسلمان روئے زمین پر موجود ہیں چودہ سو برس گزر گئے ، لیکن الحمدللہ یہاں سے ایک آواز اُٹھی کہ یہاں درس قرآن ہوگا ،

میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ، اس کے الفاظ محفوظ ، اس کے نقوش محفوظ ، اس کا لب و لہجہ محفوظ اس کے معانی بھی محفوظ —— اور یہ بھی میں آپ سے عرض کروں کہ یہ معانی جو ہیں ان کو بیان کرنے والے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ——

تزکیہ کی برکتیں

ہمارے حضرت مفتی صاحب نے جو آپ کے سامنے کہا کہ تلاوت کے بعد تزکیہ —— یہ دل و دماغ جو ہے یہ ظرف ہے اور قرآن مظروف ہے ۔ تو جب برتن پاک ہوگا ۔ اُس میں آپ دودھ ڈالیں وہ بھی پاک ہوگا ۔ پیالی اگر پاک ہو تو اس میں چائے ڈالئے ، دودھ ڈالئے ، ترکاری ڈالئے ۔ وہ پاک ہوگی ، لیکن اگر برتن پلید ہو اس میں آپ دودھ ڈالیں تو وہ بھی پلید ہوگا ۔ اس لئے سب سے پہلے يُزَكِّيْهِمْ ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے دلوں کا تزکیہ فرمایا کہ تمام کایا پلٹ دی لوگوں کی ، تمام حالتیں لوگوں کی بدل دیں ۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے معانی سکھلائے —— اور تعلیم سے پہلے تزکیہ ذکر کرنے میں بھی یہی نکتہ تھا ۔ قرآن مجید کی ترتیب اور کسی لفظ کی تقدیم یا تاخیر بھی ہزاروں حکمتوں اور بے شمار لطائف سے خالی نہیں ہوتی ، تزکیہ کے بعد قرآن مجید کے اسرار معلوم ہوں گے

بھائیو ! ایک لطیفہ میں آپ کی خدمت میں عرض کروں حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ دیوبند میں حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے ۔ طالب علمی کا زمانہ تھا ، اللہ نے اُن کو ذہانت بہت عطا فرمائی تھی ۔ کہتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت تھانویؒ سے پوچھا کہ قرآن مجید میں دو آیتیں ہیں ۔ ایک تو یہ ہے وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا (س المائدہ آیت ۳۸) چور مرد ہو ، چور عورت ہو ، اُن کے ہاتھوں کو کاٹ دو —— آج لوگ کہتے ہیں اگر اسلام کے اوپر عمل ہو تو سب ٹنڈے مُنڈے ہو جائیں گے —— دیکھئے ذرا اس ایک واقعہ کو کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کو فتح کیا ۔ یہ حقیقت میں کل دنیا کی فتح ہے ، خدا کی شان کہ بنو مخزوم جو کہ قریش میں بڑی با عزت قوم تھی —— بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی اور ثابت ہوگئی —— یہ گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان ہے قریش ، اور کے کے رہنے والے ہیں ۔ گویا اپنے گھر کے اوپر مسئلہ پیش آیا —— ایک عورت نے چوری کی ، اور دعوئے ہوا رپورٹ ہوئی ، اب تمام بنو مخزوم اور قریش پریشان ہیں ، یہ تو بڑی بدنامی ہو جائے گی ، ہماری ایک عورت کا ہاتھ کٹ جائے جیسے کہ آج کل ہم ڈرتے ہیں بدنامی سے —— کسی کی ہمت نہیں ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سفارش کرے اخیر میں سب نے کہا کہ حضرت اُسامہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کے صاحبزادے تھے ، بڑی محبت تھی ۔ ایک دفعہ حضرت اُسامہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران کے اوپر بٹھایا اور دوسری ران پر حضرت حسینؓ کو —— ایک طرف شہزادہ دوسری طرف غلام زادہ —— دونوں کے کے سروں کو ملا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے ہیں ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُمَا ، یا اللہ مجھے ان دونوں سے محبت ہے ۔ اور تو اُن سے محبت رکھ جو اُن سے محبت رکھے ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نبلا دیا ۔ کہ اگر ایک ہاتھ میں اپنا بیٹا اور نواسہ ہے اور دوسرے ہاتھ میں غلام کا بیٹا ہے ۔ اس کو کہتے ہیں مساوات —— جو لوگ آج کل مساوات مساوات چلاتے ہیں اُنہیں اپنی تاریخ معلوم نہیں —— تو لوگوں نے کہا کہ حضرت اُسامہ کو پیش کردو —— حضرت اُسامہ کی خدمت میں لوگ آئے —— یہ ایک عورت کا معاملہ ہے ، چوری کا ، آپ سفارش کریں حضرت اُسامہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آج حکومت نئی نئی قائم ہوئی ہے ، اگر ابھی سے تشدد شروع کیا جائے (آج کے الفاظ میں کہہ رہا ہوں) تو یہ لوگ تو متنفر ہو جائیں گے دین سے اور یہ دین ختم ہو جائے گا (بالکل روسی بن جائیں گے) —— بھائی ! یہ جو روسی بن جائیں گے ، جہل مرکب والے ، بننے دو ، ہمیں ان کی کوئی پرواہ نہیں ، مگر اللہ کی حدود قائم کرو ۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ! اس دفعہ معاف کردیں ۔ حضورؐ نے خطبہ دیا اس مکہ معظمہ میں ، بیت اللہ شریف میں ، اپنے خاندان پر معاملہ ہے ، سب سے پہلے کھڑے ہوکر تقریر کی کہ اے قوم ! اللہ تعالیٰ نے آج ہمیں بادشاہی دی ، سلطنت دی ، ہم سے پہلے بہت سی قوموں کو اللہ نے سلطنت دی تھی لیکن جب اُن قوموں کو سلطنتیں ملیں تو اُنہوں نے غریب کے اوپر قانون کو جاری کیا ، امیر کو معاف کیا ۔ یاد رکھئے ! اسلام کا قانون سب کے لئے یکساں ہے —— جس عورت نے چوری کی تھی ، اُس کا نام بھی

(باقی ص۱۸ پر)

مجلس ذکر

۲۲ر جمادی الاول ۱۳۸۹ھ مطابق ۱ر اگست ۱۹۶۹ء

تعلیم ذکر اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم — مرتبہ محمد عثمان غنی

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (س المزمل آیت ۸)

ترجمہ:- اور اپنے رب کا نام لیا کرو اور سب سے الگ ہو کر اسی کی طرف آؤ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر اللہ کی تعلیم

ذکر اللہ کے بارے میں اکثر آیات و احادیث پیش کرتے رہتے ہیں ۔ آج تلاوت کردہ آیت پیش نظر ہے ۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ! ــــ کیونکہ قرآن کے اولین مخاطب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ، اُن کے واسطے سے پھر تمام اقوام عالم رہتی دنیا تک بالعموم اور مسلمان ماؤں کے بچے نیز دائرہ اسلام میں داخل کلمہ گو بالخصوص ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مخاطب ہیں ــــ تو ارشاد ہے کہ اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ! اے ہمارے رسولؐ ! آپؐ اپنے رب کا نام یاد کرتے رہئیے اور سب سے قطع تعلق کرکے اُسی کی طرف متوجہ رہئیے ۔ یعنی سب سے علیحدگی اختیار کیجئے قطع تعلق کیجئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق استوار کیجئے

بندے سے توڑ اللہ سے جوڑ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بعض اوقات سوال کیا گیا کہ قرآن حکیم کا لُب لُباب کیا ہے ؟ حاصل کیا ہے ؟ ساری زندگی قرآن پڑھتے پڑھاتے گزری ــ تو آپؒ نے عوامی ذہن کے مطابق جواب دیا کہ بندے سے توڑ ، اللہ سے جوڑ ۔ یعنی جو اللہ کا حق ہے اللہ کو دو ، جو بندے کا حق ہے بندے کو دو ، یہ نہیں کہ بندے کے سامنے تو سر جھکا دو چاہے وہ بادشاہ وقت قیصر و کسریٰ اور فرعون محض کیوں نہ ہو ، ہٹلر وغیرہ ہو ، بڑا ہی جابر و قاہر ہو ، اُس کے سامنے بھی سر جھکانے کی اجازت نہیں یہ سر اللہ ہی کے سامنے جُھک سکتا ہے ۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

جو اللہ کے سامنے سجدہ کرے گا ۔ یقیناً دنیا بھر کے سجدوں سے نجات پائے گا ، ورنہ ہر بڑے کے شر سے بچنے کے لئے یا غلام روستائی بے غرض نیست غرض کے بندے بن کر دوسروں کے سامنے ڈنڈوت کرنے پہ مجبور ہے ۔

سجدہ صرف اللہ کا حق ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شروع میں صحابہ نے عرض کیا کہ ہم دوسرے بادشاہوں کے ملکوں میں اسلام کی تبلیغ کے لئے جاتے ہیں ۔ تو وہاں دیکھتے ہیں کہ لوگ اپنے افسروں کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں ، اُن کی کورنش (آداب) بجا لاتے ہیں ، جیسا کہ فرشی سلام ہمارے ہاں بھی ہوتے رہے مغلیہ خاندانوں میں تو آپؐ سے زیادہ کون اس کا مستحق ہے ، آپؐ نے فرمایا کہ اسلام میں غیر اللہ کے سامنے سجدۂ عبادت سے بچنے کے لئے سجدہ تعظیمی بھی حرام قرار دے دیا گیا ۔ کیوں ؟ کہ سجدۂ تعظیمی ساری سابقہ امتوں میں جائز تھا ۔ لیکن انہوں نے اس سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور سجدۂ عبادت تک اس کو لے گئے ۔ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں تباہی کا باعث جو بنے وہ بت پرست تھے اور وہ بت جو تھے سارے کے سارے نبیوں کے ، ولیوں کے ، نیکوکار انسانوں کے ود ۔ یعوق و نسر وغیرہ وغیرہ تراشے گئے تھے یہ نہیں کہ بدکاروں کے ، فساق و فجار کے بت تھے ، بُت تو بہت ہی نیکوں کے تراشے تھے لیکن بُت بہر حال بُت ہیں ۔

بُت کریں آرزو خدائی کی
ذات ہے فقط تیری کبریائی کی

اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کے لئے سجدہ سجتا ہے جس نے مجھے آپ کو اور ساری خدائی کو جنم دیا ۔ تخلیق فرمایا زمین و آسمان کو تھامے ہوئے ہے ۔ جب چاہیں گے اللہ تعالیٰ اس کائنات کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے ۔ یا میری اور آپ کی زندگی کا خاتمہ کردینگے یہیں آکر کے سب کو اپنی بے بسی کا اقرار کرنا پڑتا ہے ، سپر انداز ہونا پڑتا ہے ۔ بڑے بڑے سائنسدانوں ، بڑے بڑے فلسفی اور دنیا کی آدھی آدھی سلطنت کے سپہ سالار ، فاتح اور جن کا سکّہ رواں تھا ، حکمران تھے ، اکبر اعظم افغانستان تک حکمران رہا ، اسی طرح نپولین اعظم تھا ، سکندر اعظم تھا ، تہس نہس کرکے رکھ دیا ، آدھی دُنیا فتح کرکے رکھ ڈالی ، ہلاکو چنگیز آئے ، اُنہوں نے کون سی کمی کی ، لیکن اللہ تعالےٰ کی قدرت کہ ان کو پھر اللہ تعالےٰ نے اسلام اور ایمان کی دولت سے سرفراز کیا یہی ہلاکو اور چنگیز کی اولاد ترک بن گئے ۔ یعنی ترک اسلام قبول کرکے خادم حرمین بن گئے ۔ اور آج بھی اُن میں اسلام رچا بسا ہوا ہے ۔ انگریز کا کلچر ، ہم نے کیا کم اپنایا ہے جو کسی اور کا گلہ شکوہ کریں ۔ انسان کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا ، دوسرے کی آنکھ کا تنکا بھی ڈھونڈ نکالتا ہے ، حالانکہ حکم یہی ہے کہ اپنی ذات میں انسان کو زیادہ عیوب اور اپنی کمزوریاں محسوس کرنی چاہئیں تاکہ انسان کو دوسروں کے عیوب نظر ہی نہ آئیں ۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے ۔

نہ تھی حال کی اپنے جب کہ خبر
نظر آتے تھے سب کے عیب وہنر
پڑی حال پہ اپنے جب کہ نظر
کسی کا کوئی عیب ہی نہ رہا

ہمارے آئینے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا میں

اعلیٰ کی بجائے ادنیٰ پر اپنی نگاہ رکھی جائے اور دین میں اعلیٰ پہ نگاہ رکھی جائے یعنی میں اگر سال میں پانچ قرآن ختم کرتا ہوں فلاں بیس قرآن حکیم تلاوت کر ڈالتا ہے، میں روزانہ پانچ ہی نمازیں پڑھتا ہوں، فلاں سات نمازیں پڑھ ڈالتا ہے اسی طرح اگر میں تھوڑی بہت استغفار، درود وسلام اور ذکر اذکار کرتا ہوں، فلاں کے اتنے زبردست معمولات ہیں۔ تو دین کے معاملے میں دیکھو اُوپر کی طرف۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خلفاء الراشدین، صحابہ کرام، اسی طرح آئمۂ مجتہدین، آئمہ مجددین، فقہا، مفسرین، محدثین ہمارے لئے یہ آئینے ہیں، ہمارے لئے یہ مثالی نمونے ہیں ہمارے لئے یہ اُسوہ ہیں تزکیہ کا، جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بنی نوع انسان کے لئے پیغام ہدایت دیا، اور اپنی قوم عرب سے بسم اللہ کی اور انہیں پاک صاف کرکے رکھ دیا۔ وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے، وہ اپنی بچیوں کو زندہ گاڑنے والے، شراب نوش، عیاش، ہر خرابی کے مرتکب، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فیض صحبت اور برکت سے اللہ نے اُن کو سارے عالم کے لئے دُنیا جہان کے لئے ابر رحمت بنا دیا، بادِ بہاری بنا دیا، ساری دنیا کے اندر اُنہوں نے تاریکیاں چھانٹ دیں، اللہ کے دین کے غلبہ کے لئے اُنہوں نے تن من دھن لگا دیا اور اپنے خون سے تاریخ لکھی یعنی خون دے کر کے اللہ کے دین کے غلبے کے لئے، تن من دھن نثار کرکے اللہ کے دین کو غالب اور سربلند کیا چنانچہ هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ کسریٰ مرا، تو پھر کسریٰ دوبارہ نہ آسکا اور اسی طرح قیصر، یعنی کسریٰ اور قیصر دونو سلطنتوں کو تہس نہس کرکے رکھ دیا۔ لیکن ہم آج کے حالات پر غور کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر قسم کے حالات، ہر قسم کے معاملات میں اپنے اپنے فرائض کی طرف بہت توجہ دلائی ہے۔ مثلاً حج سے فارغ ہوں تو حکم ہوتا ہے بکثرت عبادت کرو، اسی طرح دوسرے معاملات کے اندر بھی جمعے کے دن فارغ ہو جائیں عبادت سے اور پھر اپنے رزق کی تلاش کے لئے نکل جاؤ، پھر اللہ کی یاد کے اندر محو ہو جاؤ۔ یعنی پنجوقتہ نمازیں ہیں، ہر کھانے کے بعد، آرام کے بعد، کاروبار کے بعد انسان کو پانچ وقت پاک صاف ہوکر کے وضو کرکے اللہ تعالیٰ کے دربار شہنشاہی میں حاضری دینی چاہئے اور یہ انقیاد نام کہ ہم بہت ہی چاہے عظیم و جلیل ہوگئے ہیں۔ خلیفۃ اللہ کے مقام پہ پہنچ گئے ہیں، دنیا کے حکمران ہو جائیں بلا شرکت غیرے، لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے تو یہ پیشانی جھکے گی کیونکہ اُس کے سامنے تو ذلت اور تذلل اختیار کرکے ہی نجات حاصل ہوسکتی ہے۔

رحمت دوعالم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یارسول اللہؐ! آپ کیوں اپنی جان کو ہلکان کرتے ہیں، آدھی آدھی رات تک تہجد پڑھتے پڑھتے پاؤں متورم کر ڈالتے ہیں اور مسلمانوں کی تباہی، نامرادی اور غلط کاروں کی فکر لگا لیتے ہیں اور آئندہ آنے والی امت کا غم لگا لیتے ہیں۔ کہ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ اور آگے جا کر ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (س الروم آیت ۴۱) تو کس قدر حضورؐ کو ان کا غم ستاتا تھا۔ جہنم کی آیت آتی اور آپؐ تڑپ اُٹھتے حالانکہ آپؐ کو تو اس سے ظاہر ہے کہ اللہ نے نجات دے دی تھی، منزّہ عن الخطاء، لیکن باقی انسانوں کے لئے آپؐ پریشان خاطر ہو جاتے تھے اس لئے جتنا بھی آپؐ کے بس میں تھا ہزاروں مصائب اُٹھاتے۔ اندازہ لگائیے طائف کی وادی میں تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے وہاں کے لوگ پتھراؤ کرتے ہیں، گالی گلوچ کرتے ہیں، سبّ و شتم کرتے ہیں، جواب میں بد دعا تک نہیں، حالانکہ اگر بددُعا کرتے تو قوم نوح کو اللہ تعالیٰ اگر حضرت نوحؑ کی بد دعا پر غارت کر سکتے ہیں تو حضورؐ کی قوم کو اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ عبرتناک سزا دے سکتے تھے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اس قوم کی ہلاکت کے لئے نہیں مبعوث ہوا ہیں ان کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ تو اس موقعے پر جب کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی وادی میں ہیں، آپؐ کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا اور صحابہؓ میں سے بعض نے بد دعا کے لئے عرض کیا تو حضورؐ نے فرمایا، نہیں، یہ نہیں تو آئندہ ان کی نسلیں اسلام لائیں گی اور وہ اسلام کی خدمات انجام دیں گی۔ یہ بیوقوف ہیں سمجھتے نہیں ہیں، یہ نہیں ہے کہ جان بوجھ کے نبی جانتے ہوئے اس کی مخالفت کر رہے ہیں، یہ اتنے دِل گُردے کے مالک نہیں، ان کو حجابات ہیں اور شامت عمل سے وہ دور نہیں ہورہے تو میں ان کی ہلاکت کے لئے نہیں بلکہ ہدایت کے لئے دعا کرتا ہوں اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت عطا فرمائی

ایک کے ہوکر رہو

تو یہ تَبَتُّل یعنی غلبہ ذکر کے ساتھ تبتّل کی طاقت دل میں پیدا ہوجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق اور لو لگ جاتی ہے، بندوں سے تعلق کٹ جاتا ہے انسان کا اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہو کے رہ جاتا ہے، مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ، اور اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (س ہود آیت ۱۱۵) لیکن انسان چاہے کہ

ہم خدا خواہی و ہم دُنیائے دُوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

یعنی آپ کہیں کہ رند کے رند رہیں اور جنت بھی نہ جائے ہاتھ سے، یہ نہیں ہوسکتا۔ یعنی جتنا گڑ اُتنا میٹھا، جتنی قیمت ادا کریں گے ویسا ہی آپ کو مال میسر آئے گا، جتنا اللہ تعالیٰ کا ذکر اذکار، عبادت، تبلیغ اور دوسرے نیک اعمال میں حصہ لیں گے اُتنا ہی اللہ تعالیٰ اس کا اجر اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً (س آل عمران ایت ۱۳۰) آخرت میں اور دنیا میں نصیب فرمائیں گے، قبر جہنم کا گڑھا بننے سے بچے گی اور جنت کا باغ بن جائے گی۔

ذاکرین کو بشارت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَنَا جَلِيْسُ، جس وقت تک انسان ذکر میں مشغول رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے ہم نشین ہوتے ہیں۔ ذاکر کے لئے کس قدر فضائل ہیں! قرآن میں، حدیث میں، کس قدر اس کی برکات ہیں! نماز خود ذکر اللہ ہے اسم ذات بھی ذکر اللہ ہے، تمام وہ جو ہمارے نقشبندی، چشتی، سہروردی، قادری کے سلاسل کے ہاں جو طریق ہیں کوئی اسم ذات کا اور اس کے ساتھ

دوسرے کلمے کی اور دیگر اُن کے جو اذکار ہیں، یہ قلبی ہے، یہ روحی ہے، یہ سِرّی ہے، یہ سارے کے سارے نجات کا سامان ہیں، یہ تمام ذکر اللہ میں آتے ہیں۔ تو اللہ کے نبیؐ کے زبان مبارک سے اللہ تعالےٰ فرما رہے ہیں کہ میں ہم جلیس ہوں اُس کا جس وقت تک کہ میرا بندہ ذکر میں مشغول رہتا ہے۔

خلاصہ معروضات میں یہی کہنا چاہتا تھا کہ اللہ نے آپ کو وقت دیا ہے تو وقت کا شکریہ یہی ہے کہ آپ اذکار میں مشغول رہیں۔ ساتویں دن یہاں آئیں، اور باقی وقت اپنی اپنی جگہ تنہا ذکر کریں، چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے۔ باوضو یا بے وضو ذکر اذکار کرتے رہیں یعنی جتنا گڑ اُتنا میٹھا اپنا فائدہ ہے۔

ذکر اللہ کے منافع اگر پنجوقتہ فرائض اور دوسری ذمّے داریاں ادا کرتے ہیں تو یقیناً اجر ملے گا، لیکن آپ جس طرح کہ صرف دو لقمے کھالیں جان بچ سکتی ہے، قُوْتٌ لَا یَمُوْت لیکن آپ پھل بھی کھاتے ہیں مٹھائیاں ترکاریاں ہر موسم کی الگ، یہ چیزیں جو ہیں اسی طرح جیسا کہ انواع واقسام کی عبادات کرکے انواع و اقسام کے اجر اللہ تعالےٰ سے آپ لینا چاہیں اور اگر آپ زندہ ہی رہنا چاہیں تو پھر نماز پنجگانہ اور اس کے ساتھ پھر جب رمضان آئے تو روزے رکھ لیں اور اللہ توفیق دے تو حج کرلیں، فرائض پر قائم رہیں تب بھی نجات ہے۔ اگر کتنا ہی گنہگار ہو، فرائض کا بھی تارک ہو، خاتمہ ایمان پر ہے، تب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے جہنم سے نکل آئیگا لیکن اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد۔

حاصل تو میں یہی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ذاکروشاکر بنائیں۔ اول تو اللہ تعالےٰ گناہوں سے محفوظ رکھیں لیکن ہو جائیں تو اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتُ (س ہود آیت ۱۱۴) آپ کے ذکر اذکار، آپ کی نفلی عبادات، فرضی عبادات کی کوتاہی کا کفارہ بن جائے گی، نجات کا سامان بن جائے گی۔

نیکی کا رستہ بتانے والے کا اجر اسی پر آج ختم ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اپنا غلبہ ذکر کی اور اُس غلبہ ذکر کے نتیجے میں انقیاد اور اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ساری دنیا کو پیغام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ جو توفیق نصیب ہوگی، اپنی نجات کا سامان تو بنے ہی بنے گا، دوسروں کی ہدایت کا ذریعہ بنیں گے اور اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ کے مصداق جو کسی کو نماز روزہ حج زکوٰۃ کسی نیک عمل کی رہنمائی کردے اُس کے اجر میں کمی نہیں اور اس کا اجر اس کے برابر اُس کو ملتا رہے گا۔ کتنی بڑی نعمت ہے۔ کسی کو آپ نماز شروع کراتے ہیں، کسی کو روزہ کا پابند کرا دیتے ہیں، اس کا نماز اور روزے کا اجر رتی بھر کم نہیں ہوگا اور آپ کو اس کے برابر اجر ملے گا۔ لیکن اگر کسی گناہ میں آپ کسی کو مبتلا کردیں، جب تک وہ گنہگار گناہ کرتا رہے گا آپ کے کھاتے میں بھی ساتھ ساتھ پڑتا رہے گا۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ جب تک قتل وقتال ہوتا رہے گا۔ اپنے گناہ کی سزا الگ اور جتنے قتال ہوتے رہیں گے اُنہوں نے جو غلط راستہ اختیار کیا اُن سب کا وبال قابیل پر الگ پڑے گا۔

دُعا اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو نیک اعمال اختیار کرنے کی اور اللہ کی ذات کو عبادت سے، اللہ کے نبیؐ کو اطاعت سے، اللہ کی مخلوق کو خدمت سے راضی کرنے کی توفیق دیں۔ اور سُنّتِ حسنہ پر عمل کی توفیق دیں۔ اللہ تعالیٰ بُرے اعمال و کردار سے مجھے اور آپ کو محفوظ رکھیں۔ آمین

مراسلات

شجرِ دین کی دو شاخیں

خدام الدین کا تازہ شمارہ آپ کی ادارت میں شائع شدہ آج نظر نواز ہُوا۔ خوشگوار تبدیلیوں کے آثار ہویدا تھے۔ امید ہے کہ ترجمان اسلام کے لئے بھی یہ تبدیلیاں معاونؔ رہنما ثابت ہوں گی۔ خدام الدین اور ترجمان ایک ہی شجرِ دین و ملّت کی دو شاخیں ہیں اور ایک دوسرے کے قریب آکر قوم کے لئے ہدایت و سعادت کی راہیں کھول سکتے ہیں۔

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ متعلقین بھی خیریت سے ہوں گے۔ مدت کے بعد شرف نیاز حاصل کر رہا ہوں۔ دعاؤں میں یاد رکھئے۔ حضرت مولانا سے بھی سلام کہہ دیں۔　(احمد حسین کمال)

نئے عنوانات کا مشورہ

خدام الدین میں یہ پڑھ کر واقعی مسرت ہوئی کہ الحمدللہ آپ کو خدام الدین کا ایڈیٹر بنا دیا گیا ہے۔ میری طرف سے اس عظیم روحانی و علمی فضیلت پر دل سے مبارکباد قبول ہو حضرت شیخ امام الاولیاء لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا فیض خدام الدین کی شکل میں جاری ہے۔ امید ہے کہ آپ کے دورِ ادارت میں پوری آب و تاب سے ان کے مسلک و مشن کا بے باک وصحیح ترجمان ہوگا۔ انشاء اللہ آپ کے بلند صحافتی اور علمی و ادبی حیثیت سے بندہ واقف ہے۔ بہرحال اب آپ کی شخصیت اور خدام الدین کے رسالہ کی حیثیت دونوں انشاء اللہ پاکستان کی آنے والی تاریخ میں ایک سنگ میل ثابت ہوں گی۔ انشاء اللہ۔ آخر میں یہ مشورہ پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں کہ درس قرآن، درس حدیث، باب الاستفسارات، بچوں کا صفحہ، مستورات کا صفحہ، تاریخ اسلام، ایک آدھ اسلامی نظم ان تمام چیزوں کے لئے باقاعدہ ایک اصول رکھیں تاکہ اس کا اپنا معیار قائم ہو۔ بندہ بھی حضرت شیخ لاہوریؒ کے خدام اور حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کا ادنیٰ عقیدتمند وغلام ہے۔ اگر میں کسی قابل ہُوا تو خدمت سے دریغ نہیں کروں گا۔ انشاء اللہ!

احمد عبدالرحمٰن صدیقی، نوشہرہ

بقیہ: حضرت مولانا احمد علیؒ

اسی نوجوان کی دوسری شادی دارالعلوم دیوبند کی مسجد میں ایک نیک نفس انسان کی صاحبزادی سے ہوئی نکاح حضرت شیخ الہند محمود الحسن نے پڑھایا یہ دوسری شادی کامیاب رہی۔ اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کا گھر پوری طرح آباد کیا۔ یہ نوجوان جو بیس بائیس سال سے گردش روزگار کی چکی پیستا رہا احمد علی ہی تھا جسے دنیا حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ ؏

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا

بقیہ: درسِ حدیث

فاطمہ تھا، ترمذی وغیرہ میں یہ روایت ہے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ فاطمہ تو میری قوم کی فاطمہ ہے، اگر فاطمہ میری جگر گوشہ چوری کرلیتی (اللہ بچائے) پناہ دے، میں اُس کے ہاتھ بھی کاٹتا— اور یہ دنیاوی سلطنتیں جو تباہ ہوئیں وہ اسی وجہ سے ہوئیں کہ جب خدا اُن کو حکومت دی تو اُنہوں نے اُس کی قدر نہ کی، خدا کے قوانین کا نفاذ نہیں کیا اس لئے تباہ ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں آج ہمیں اللہ نے حکومت دی، تم کیا اس میں سفارش کرتے ہو۔

لاہور میں مشرقی پاکستان کے علماء کی آمد

مشرقی پاکستان کے جلیل القدر علماء کرام میں سے مولانا خواجہ انیس احمد صاحب ۶ اگست کو لاہور تشریف لے آئے ہیں۔ ہوائی اڈہ پر جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ امیر جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان مولانا محمد اکرم نائب ناظم جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان اور مولانا مجاہد الحسینی ایڈیٹر ہفت روزہ خدام الدین لاہور استقبال کے لئے موجود تھے۔ مولانا خواجہ انیس احمد صاحب ان دنوں دفتر خدام الدین لاہور میں مقیم ہیں اور چند روز قیام کے بعد آپ لائلپور، ملتان، راولپنڈی اور اکوڑہ خٹک بھی تشریف لے جائیں گے۔ نیز جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان کے ممتاز رہنما اور جمعیۃ علماء اسلام کے ترجمان ہفت روزہ نیا زمانہ ڈھاکہ کے چیف ایڈیٹر مولانا محی الدین خاں صاحب ۱۶ یا ۱۸ اگست کو مغربی پاکستان کے چند روزہ دورہ پر لاہور تشریف لا رہے ہیں۔ آپ بھی لائل پور دوسرے شہروں کا دورہ کریں گے۔

بقیہ: شذرات

حمزہ کے پاس ۱۹۶۲ء میں اسمبلی کا انتخاب لڑنے کے لئے زرِ ضمانت اور دوسرے خرچ کے لئے ایک ڈیڑھ ہزار روپیہ نہیں تھا وہ چند سالوں میں اس قابل کہاں سے ہو گئے کہ کئی لاکھ روپے کی جائداد کے مالک بن گئے۔"

مسٹر حمزہ کے خلاف الزامات کی نوعیت بڑی سنگین ہے اس لئے جناب حمزہ صاحب کو جلد اپنی پوزیشن واضح کر دینی چاہیئے تاکہ عوام کو ان سے جو مخلصانہ توقعات وابستہ ہیں وہ علیٰ حالہ قائم رہیں اور ان کے ساتھ وابستہ ہمدردانہ جذبات و احساسات مجروح نہ ہوں

درسِ قرآن

مرکزی مدنی جامع مسجد کمہار پورہ لاہور میں ۱۶ اگست بروز ہفتہ بعد نماز عشاء حضرت مولانا سید عطاء المحسن شاہ صاحب بخاری ابن امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ درس قرآن مجید دیں گے صوفی احمد بخش صاحب چشتی نعتیہ کلام پیش کریں گے۔ احباب سے شرکت کی اپیل ہے۔ (محمد اسلم عابد)

بچوں کا صفحہ

دُعا مانگنے کا بیان

زکیہ عاتکہ، لائل پور

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت رسول خدا محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا گیا کون سی دعا (اجابت کے لحاظ سے) زیادہ منظور ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ نصف رات آخر میں اور فرض نمازوں کے بعد۔
(ترمذی کتاب الاذکار صـ۳۴)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ فرض نمازوں کے بعد دعا مانگنے کی کتنی فضیلت ہے۔ جب فرض نماز پڑھ چکے۔ اگر امام ہو تو دائیں یا بائیں یا کعبہ کی طرف منہ کرکے اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا مانگے۔ دعا کے لئے کوئی خاص جہت مقرر کرنی درست نہیں ہے۔ نماز کے بعد کوئی خاص دعا مقرر نہیں ہے۔ ادعیہ ماثورہ میں سے جو چاہے مانگ سکتا ہے۔
(الاشباہ والنظائر صـ۲۰۱ ج ۱)

دعا مانگنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں کو دعا کے لئے سینہ یا کندھوں تک اٹھائے دونو ہاتھ آپس میں ملے ہوئے ہوں انگلیوں کا رُخ کعبہ کی طرف اور ہتھیلیوں کا رُخ منہ کی طرف ہو۔ جب ہاتھ اچھی طرح کھڑے کرے پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٥ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ٥ تک پڑھے پھر جو درود شریف یاد ہو پڑھے پھر دعا مانگے۔ بہتر یہ ہے، کہ ادعیہ ماثورہ میں سے کوئی دعا مانگے اگر حکمتِ الٰہیہ سے وہ دعا منظور نہ ہوئی تو دعا کے الفاظ کی تلاوت کا ثواب تو کہیں نہیں گیا۔ اگر عربی زبان میں دعا یاد نہ ہو تو اپنی زبان میں بھی مانگ سکتا ہے۔ دعا مانگتے وقت نہایت عاجزی اور خشوع سے مانگے۔ دل میں پختہ یقین کرے کہ میں ایک بہت بڑے سخی بادشاہ سے مانگ رہا ہوں، وہ میرے سوال کو رد نہ کریں گے۔ دعا کو بلند آواز سے نہ مانگے۔ فتاویٰ سراجیہ میں ہے۔ مستحب یہ ہے کہ دعا آہستہ مانگی جائے۔ بلند آواز سے دعا مانگنا بدعت ہے۔ (فتاویٰ سراجیہ صـ۶۷)

دعا کے وقت آسمان کی طرف بھی نہ دیکھے۔ جب دعا کے الفاظ ختم ہو جائیں پھر درود شریف پڑھے اس کے بعد سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۔ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پڑھے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں جو اپنی مجلس یا کلام کو ان کلموں کے ساتھ ختم کرے اسے آخرت میں عمل کا پورا پورا اجر ملے گا۔ (مراقی الفلاح مع طحاوی صـ۱۹۰)

اس کے بعد اپنے دونو ہاتھ اپنے منہ پر پھیر لے۔ بعض لوگ نماز پڑھ کر سجدہ میں گر کر دعا مانگتے ہیں ایسا کرنا ناجائز ہے۔ (صغیری شرح منیۃ صـ۲۰۵ تذکرۃ الموضوعات صـ۵۳)

مسئلہ: فرض نماز کے بعد اگر سنتیں پڑھنی ہوں تو صرف اللّٰھم انت السلام الخ اور استغفر واللہ پڑھ کر دعا مانگے۔ باقی اذکار سنت پڑھ کر پڑھے تاکہ فرض اور سنت میں زیادہ فاصلہ نہ ہو جائے (صغیری صـ۱۰ الاشباہ صـ۱۹۳ ج ۱)

اگر نماز پڑھنے کی فراخ جگہ ہے تو باقی نماز دوسری جگہ تبدیل کرکے پڑھے۔ ترمذی شریف میں ہے کہ جس جس جگہ جو کام کیا ہے وہ جگہ قیامت کے دن گواہی دے گی (طحطاوی شرح مراقی صـ۱۹۰)

مسئلہ: گھر اگر مسجد کے نزدیک ہو تو گھر میں بھی سنت اور نفل پڑھ سکتا ہے بلکہ گھر میں زیادہ ثواب ملتا ہے۔ (طحطاوی شرح مراقی صـ۱۸۹)

مسئلہ: بعض جگہ رواج ہے کہ فرض پڑھ چکنے کے بعد سنت و نفل پڑھ کر اس انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں کہ امام کے ساتھ دعا مانگ کر جائیں گے۔ یہ درست نہیں ہے۔ جب فرضوں کے بعد امام کے ساتھ دعا مانگ لی ہے تو اب دوسری دعا کا انتظار کرنا درست نہیں ہے۔
(النفائس المرغوبہ صـ۱۴)

یہ ارتقاء ــــ یہ تنزّل

نسیم، لیہ

خرد کی شعبدہ کاری خلا شگاف سہی
نظر کو ماہ نوردی کا اعتراف سہی

فلک، زمین کا اِک نیلگوں غلاف سہی
مگر بہ ایں ہمہ یہ ارتقاء بوقلموں

امینِ عظمتِ آدم نہیں تو کچھ بھی نہیں
جوازِ رحمتِ عالم نہیں تو کچھ بھی نہیں

یہ ارتقاء تو ہر اِک دَور کا اثاثہ ہے
یہ ارتقاء تو ہر اک دَور کی امانت ہے

ہر اک دَور میں انسان کا جوہرِ ادراک
بلندیوں کے تجسّس سے ہمکنار رہا

ہر ایک دَور بلندی کا شاہکار رہا
حکیم ابن مقنّع کی فکرِ موزوں نے

اک ایسا چاند تراشا "زمینِ نخشب" سے
کہ فیلسوفِ زمانہ بھی ہوگئے مرعوب

وہ ارتقاء "مہِ نخشب" سے ہوگیا منسوب
تم اہتمام سے تسخیرِ ماہتاب کرو

زمیں کو چھوڑ کے گردوں کا انتخاب کرو
مگر یہ ٹھوس حقیقت بھی آشکار رہے

ابھی زمیں پہ تمہارے ستم کا شہرہ ہے
ابھی زمیں پہ تمہارے لہو کے دھبّے ہیں

نگرانِ اعلیٰ
محمد عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳/مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱-۴۲ مورخہ ۷/ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۶۷/۳۹-۲-۹-D۵ مورخہ ۲۴/اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۰-۳۱۰-۵ مورخہ ۱۳/مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔